آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ۔ لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دُنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۹ ۔ ستمبر ۱۹۲۰ء ۔ نمبر ۹

مطابق محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

چندہ سالانہ

عام ۳/- طلبا سے ۲/-

Digitized by Khilafat Library

فہرست مضامین

صداقت اسلام

۲۷۳ - ۳۱۲

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل شاہی حکیم مولٰنا مولوی نورالدین صاحبؓ کی مجرّب ادویات

سرمہ لاثانی کی: کمزوری آنکھ۔ دھند۔ جالا۔ سرخی چشم ضعفِ بصارت۔ آنسوؤں کا جاری رہنا۔
ان امراض لاثانی سرمہ۔ **قیمت ۶ ماشہ عمہ**

سرمہ برقی:۔ کمزوری آنکھ۔ خارش۔ آنکھوں سے پانی کا آنا۔ دھند۔ **قیمت ۶ ماشہ عہ ر**

مومیائی:۔ بدن کی طاقت کے لئے اکسیر۔ تمام قوتوں کا مجموعہ کیسی ہی کمزوری ہو۔ اسکے استعمال سے رفع ہو جاتی ہے۔ **قیمت فی تولہ عہ**

معجون مسکی کی: بدن کی زردی۔ کمی خون۔ دل کا دھڑکنا۔ معدہ کی کمزوری۔ سانس کا پھولنا۔ ان بیماریوں کے
لئے اکسیر ہے۔ **قیمت ۴ تولہ صہ ر**

حبّ جاناں۔ تمام بدن کی کھوئی ہوئی طاقت کا واپس لانا انکا فرض عین ہے۔ کمی خون کو چند یوم میں پورا کر دینا انکا منصب ہے۔ تمام پٹھوں کی کمزوری کے لئے ان کے اندر برقی تماشا ہے۔ دماغ کی قوت میں بے مثل ہیں۔ نسیان کو دور کرنا انکے ہاتھ کا کھیل ہے۔ منگواؤ اور فائدہ اٹھاؤ۔ **۲۰ گولیاں عمہ**

اٹھرا

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور فائدہ خلق اللہ کے لئے اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ ہر انسان حکیم الاُمّت مولٰنا مولوی نورالدین صاحبؓ شاہی حکیم کا وہ مجرّب المجرّب نسخہ پورے طور پر طیار کیا ہے۔ جس سے کئی گھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو **پیارے بچوں سے خالی** تھے۔ وہ گھر ہیں جو **اسقاط حمل** کی وجہ سے یعنی اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے یا جن کی اولاد پیدا ہوتے **داغ مفارقت** دیکر راہ دار البقائے لیتے تھے یا جن کے حمل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے۔ یا مردہ پیدا ہوتے تھے۔ والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے۔ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ان **تریاقی گولیوں** کے استعمال سے کئی گھر بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی خدا پر بھروسہ رکھیں۔ اور **اکسیر جنین** کا استعمال کرائیں اور پیاری بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کریں۔ انکے فوائد کے لحاظ سے قیمت بہت کم ہے تاکہ ہر ایک فائدہ اٹھائے۔ **قیمت فی تولہ عہ**

ملنے کا پتہ:۔ **ناظم دواخانہ عبدالرحمٰن کاغانی**۔ قادیان ضلع گورداسپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

صداقت اسلام

ذرائع ترقی اسلام

(تقریر حضرت خلیفۃ المسیح علیہما السلام بمقام امرتسر بندے ماترم ہال۔ بتاریخ ۲۲۔ فروری سنہ ۱۹۲۰ء)

مذہب کی غرض

میرا مضمون آج صداقت اسلام پر ہے۔ کہ اسلام کی صداقت کے کیا ثبوت ہیں۔ اور اس وقت اسلام سے تعلق رکھنے والوں کی ترقی کے کیا ذرائع ہیں۔ کسی مذہب کی صداقت پر غور کرنے سے پہلے یہ نہایت ضروری امر ہے۔ کہ ہم دیکھیں کہ مذہب کی غرض کیا ہے۔ کیونکہ جب تک یہ معلوم نہ ہو۔ ممکن ہے کسی مذہب کی صداقت پر بحث کرتے ہوئے کہیں کے کہیں نکل جائیں۔ اور جس چیز کو صداقت کا ثبوت سمجھیں۔ وہ اس سے کوئی تعلق ہی نہ رکھتی ہو۔ مثلاً جب کوئی شخص مکان خریدنے کے لئے جائے۔ تو اس کی یہ غرض نہیں ہوتی۔ کہ اچھے بیل بوٹے اسے نظر آئیں۔ یا یہ نہیں ہوتی۔ کہ مکان کے اندر کوئی خاص قسم کا حوض بنا ہوا ہو۔ بلکہ اصل

غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ انسان اس کے اندر سردی گرمی کی تکلیف سے بچ سکے۔ اپنے مال کی حفاظت کر سکے۔ اور اُس کے تعلقات خاندانی میں کوئی دوسرا مخل نہ ہو سکے۔ یہ مکان کی غرض ہوتی ہے۔ اور مکان خریدنے کے وقت اسی کو دیکھا جائیگا۔ اگر یہ پوری ہو جائے۔ تو خرید لیا جائیگا۔ اور اگر یہ نہ پوری ہوگی تو ہم کبھی خریدنے کے لئے تیار نہ ہونگے۔ کیا اگر چھت تو نہ پڑی ہو۔ لیکن دیواروں پر بیل بوٹے بنے ہوں۔ تو اس مکان کو لینے کے لئے ہم تیار ہو جائینگے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اس سے مکان کی غرض پوری نہیں ہوتی۔ اسی طرح جب ہم مذہب کی صداقت کے متعلق غور کرنے لگیں۔ تو ہمارے لئے ضروری ہے۔ کہ اس بات کو سوچیں۔ کہ مذہب کی غرض کیا ہے۔ تاکہ پھر یہ دیکھ سکیں۔ کہ کونسا مذہب اس کو پورا کرتا ہے اور جو پورا کریگا وہی مذہب سچا اور قابل قبول ہوگا پس چونکہ جب تک مذہب کی غرض نہ معلوم ہو جائے۔ اس وقت تک سچے مذہب کی شناخت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے صداقت مذہب پر بولنے سے قبل ہر لیکچرار کا فرض ہے۔ کہ مذہب کی غرض بیان کر دے۔ تاکہ سامعین میں سے ہر ایک کو معلوم ہو سکے۔ کہ لیکچرار کے نزدیک مذہب کی غرض کیا ہے۔ اور وہ دیکھ سکے۔ کہ مذہب کی جو غرض وہ سمجھا ہوا تھا۔ وہ صحیح نہیں۔ یا یہ کہ لیکچرار نے جو بتائی ہے۔ وہ صحیح نہیں۔ اور اسکے لیکچر کی بنائے فاسد علی الفاسد ہوگی ؂

پس آج میں مذہب کی صداقت کے دلائل بیان کرنے سے پہلے یہ بیان کرونگا۔ کہ مذہب کی غرض کیا ہے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اسلام جو عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ اس میں مذہب کی غرض معلوم کرنا نہایت آسان ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عربی زبان کو خدا تعالیٰ نے یہ خصوصیّت دی ہے۔ کہ اس کے تمام الفاظ اپنے اندر معانی رکھتے ہیں۔ باقی دنیا کی کسی زبان کو یہ خصوصیّت حاصل نہیں ہے۔ اور زبانوں میں مثلاً اُردو میں جس کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوتا ہے اسے ماں اور جس کے نطفہ سے پیدا ہوتا ہے اسے باپ کہتے ہیں۔ مگر ان الفاظ سے بچہ کے پیدا ہونے کے

متعلق کوئی بات ظاہر نہیں ہوتی۔ اگر ماں کی بجائے لفظ "پانی" رکھدیا جاتا۔ تو وہ بھی ایسا ہی ہوتا جیسا یہ ہے۔ مگر عربی میں ایسا نہیں ہے۔ اس میں جو نام رکھا جاتا ہے۔ وہ خود بتاتا ہے۔ کہ اس کا کیا کام اور اُس کی کیا غرض ہے۔ عربی میں ماں کو اُم کہتے ہیں۔ اور اس کے معنی جڑھ کے ہیں۔ جس طرح شاخیں جڑھ سے پیدا ہوتی ہیں اسی طرح بچہ ماں سے پیدا ہوتا ہے۔ اور گویا بچہ ماں کی شاخ ہوتا ہے۔ اب اگر ماں کی بجائے "لاں" یا "شاں" رکھ دیا جاتا۔ تو کوئی حرج نہ تھا۔ مگر "ام" کے لفظ کی جگہ کوئی اور لفظ رکھنے سے وہ غرض نہ ظاہر ہو سکتی۔ جو اس سے ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح اُم کے معنی ہیں۔ وہ چیز جس کے پیچھے پیچھے چلیں۔ اور چونکہ بچہ ماں کے پیچھے چلتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی اُم ماں کو کہتے ہیں۔ کہ بچہ ہر دُکھ اور ہر تکلیف کے وقت اسی کی طرف راغب ہوتا ہے۔ تو یہ معنی جو لفظ اُم میں پائے جاتے ہیں اور کسی لفظ میں نہیں پائے جاتے۔ یہی حال عربی کے تمام الفاظ کا ہے پس اس زبان میں مذہب کے لئے جو لفظ رکھا گیا ہے۔ اسی میں مذہب کی غرض بھی پائی جاتی ہے۔ مذہب کے معنی رستہ۔ سبیل۔ طریق۔ منہاج اور شریعت بھی ہیں۔ پس عربی زبان کے لحاظ سے وہ قواعد جو انسان کو اخلاقی طور پر نہ کہ جسمانی طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا دیں۔ ان کا نام مذہب ہے۔ اب رہا یہ کہ وہ قواعد کہاں پہنچاتے ہیں۔ اس کی نسبت سب مذاہب متفق ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی ہستی ہے۔ جس تک پہنچانا مذاہب کا فرض ہے۔ اس کے سوا مذہب کی اور کوئی غرض نہیں۔ مذہب کی غرض تجارت کے قواعد بتانا نہیں۔ کہ جس مذہب کے لوگوں میں تجارت زور شور کی ہو۔ ان کا مذہب سچا سمجھ لیا جائے۔ مذہب کی غرض دولت نہیں۔ کہ جن لوگوں کے پاس مال زیادہ ہو۔ ان کے مذہب کو سچا کہا جائے۔ مذہب کی غرض حکومت نہیں۔ کہ جن لوگوں کے پاس ملک زیادہ ہو۔ ان کے مذہب کو درست سمجھ لیا جائے بلکہ مذہب کی غرض یہ ہے۔ کہ وہ ایک ایسی سڑک بتا دے۔ جس پر چلکر انسان

خدا تعالیٰ تک پہنچ جائے۔ پس جو مذہب اس غرض کو پورا کرتا ہے۔ وہ سچا ہے۔ اور جو نہیں پورا کرتا۔ وہ سچا نہیں ہے۔

کیا اسلام مذہب کی غرض کو پورا کرتا ہے؟

اب جبکہ ہمیں پتہ لگ گیا۔ کہ مذہب کی غرض یہ ہے۔ تو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کیا اسلام کی صداقت اس سے ثابت ہوتی ہے۔ اور کیا اسلام کوئی ایسا رستہ پیش کرتا ہے۔ جس پر چلکر خدا تعالیٰ تک پہنچ جائیں۔ یا ایسی تعلیم دیتا ہے کہ جو دل کو تو بھاتی اور اچھی لگتی ہو۔ مگر خدا تعالیٰ تک نہ پہنچاتی ہو۔ اگر اسلام کی تعلیم خدا تعالیٰ تک نہیں پہنچاتی۔ تو خواہ اس کی صداقت کی کیسی ہی دلیلیں کیوں نہ دی جائیں۔ ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہاں اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ اسلام انسان کو خدا تعالیٰ تک پہنچا دیتا ہے۔ تو ہر ایک عقلمند اور سمجھدار انسان کو ماننا پڑے گا۔ کہ اسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور سچا مذہب ہے۔

ہر ایک مذہب میں کچھ نہ کچھ خوبیاں پائی جاتی ہیں

اس اصل کے بعد میں تمہیدی طور پر ایک اور بات بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ کسی مذہب کے سچا ثابت کرنے سے یہ نہیں ثابت ہو جاتا۔ کہ باقی مذاہب بالکل بے ہودہ اور ان کی ساری کی ساری تعلیم لغو ہے۔ ہمارے ملک میں بہت بڑا فساد اسی وجہ سے برپا ہوتا ہے۔ کہ ہر مذہب کے لوگ یہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ صرف ہمارا ہی مذہب سچا ہے۔ اور باقی تمام مذاہب سرتاپا جھوٹے ہیں۔ لیکن جن لوگوں نے مذاہب کا مطالعہ کیا ہے۔ وہ خوب سمجھتے ہیں۔ کہ دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں جس میں کوئی بھی خوبی نہ ہو۔ اگر یہ بات ہے۔ کہ کسی مذہب کی ہر ایک بات جھوٹی اور

لغو ہے۔ اور اس میں کوئی بھی خوبی ایسی نہیں ہے۔ جو انسان کے دل کو اپنی طرف کھینچ سکتی ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ تعلیم یافتہ اور عقلمند لوگ اس پر چل رہے ہیں۔ اصل بات یہی ہے۔ کہ ہر ایک مذہب میں کچھ نہ کچھ خوبیاں پائی جاتی ہیں پس کسی مذہب کو سچا ثابت کرنے کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ باقی کسی مذہب میں کوئی خوبی نہیں۔ بلکہ یہ ہیں ہے کہ وہ کونسا مذہب ہے۔ جس میں سب سے زیادہ خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ ورنہ یوں تو کوئی مذہب ایسا نہیں ہے۔ جس میں قطعاً کوئی خوبی نہ پائی جاتی ہو۔ خواہ کوئی کتنا ہی ابتدائی مذہب ہو۔ اس میں بھی ضرور کوئی نہ کوئی خوبی ہوگی۔ آسٹریلیا کے لوگوں کا مذہب یا امریکہ کے بعض علاقوں کے لوگوں کے مذہب کو بہت ابتدائی سمجھا جاتا ہے۔ ان میں بھی ہم دیکھتے ہیں۔ کہ خوبیاں ہیں۔ مثلاً یہ کہ کسی سے بدی نہ کرو۔ شراب نہ پیو۔ بھائیوں سے محبت کرو۔ مخلوق سے نرمی کے ساتھ پیش آؤ۔ صدقہ دو۔ پس جب ان مذاہب میں بھی ایسی تعلیم پائی جاتی ہے۔ تو جن مذاہب کو متمدن لوگ مانتے ہیں۔ ان کے متعلق یہ کہنا کہ ان میں کوئی خوبی نہیں۔ اس سے بڑھکر اور کیا نادانی ہو سکتی ہے ؟

پس کسی مذہب کی صداقت پر غور کرنے سے پہلے یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہر ایک مذہب میں کچھ نہ کچھ خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ ہاں دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ سب سے زیادہ خوبیاں کونسے مذہب میں پائی جاتی ہیں۔ بعض مذاہب والے کہتے ہیں۔ کہ ہمارے مذہب میں لکھا ہے۔ کہ کسی پر ظلم نہ کرو۔ اس لئے ہمارا مذہب سچا ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ کوئی ایسا مذہب تو دکھاؤ۔ جس نے کہا ہو۔ کہ ظلم کرو۔ اسی طرح بعض مذاہب والے کہتے ہیں۔ کہ ہمارے ہاں لکھا ہے۔ لوگوں سے محبت کرو۔ ہم کہتے ہیں یہ خوبی ہے مگر سوال یہ ہے۔ کہ وہ کونسا مذہب ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ لوگوں سے عداوت کرو۔ اگر کوئی نہیں۔ تو پھر کس طرح مان لیں۔ کہ صرف تمہارا ہی مذہب سچا ہے۔ پھر کوئی کہے۔ کہ ہمارے مذہب میں لکھا ہے۔ کہ صدقہ کرو۔ اس سے ثابت ہوا کہ

ہمارا مذہب سچا ہے۔ ہم کہیں گے وہ کونسا مذہب ہے۔ جو کہتا ہے کبھی صدقہ نہ کرو۔ سارے کے سارے مذہب ایسے ہیں۔ جو یہی تعلیم دیتے ہیں پھر صرف تمہارے مذہب کو کیونکر سچا مان لیا جائے ؟

کسی مذہب کی سچائی کس طرح ثابت ہو سکتی ہے

تو کسی مذہب کے سچا ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ اس میں چند اخلاقی باتیں دکھا دی جائیں۔ کیونکہ اس لحاظ سے تو تمام کے تمام مذاہب قریباً یکساں ہیں۔ پس اگر کسی مذہب کی سچائی ثابت ہو سکتی ہے۔ تو اسی طرح کہ اس میں ایسی تعلیم دی گئی ہو۔ جس سے خدا تعالیٰ تک انسان پُہنچ سکتا ہو۔ اور خدا تعالیٰ کی محبّت پیدا ہو جاتی ہو۔ اور یہ تعلیم اپنی تفصیلات میں بھی صحیح اور درست ہو۔ یوں تو بعض مذاہب ایسے ہیں۔ کہ وہ اصول کے رنگ میں اچھی تعلیم کے ساتھ متفق ہیں۔ لیکن ان کی فروعات اور تفصیلات میں جا کر بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔ اور ان کی تعلیم صحیح اور درست نہیں ثابت ہو سکتی ؛

اسلام خدا تعالیٰ سے بندہ کا تعلق قائم کرتا ہے

اس بات کو مدّ نظر رکھکر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اسلام خدا تعالیٰ سے بندہ کا تعلق جوڑتا ہے۔ یا نہیں۔ اگر جوڑتا ہے۔ تو پھر اس بات کے ماننے میں کسی قسم کا شبہ نہیں رہ جاتا۔ کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے۔ کہ جس کے ذریعہ انسان کو نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے متعلق قرآن کریم کا دعویٰ ہے۔ اور قرآن علی الاعلان کہتا ہے۔ کہ جو شخص مجھ پر عمل کرتا ہے۔ میں خدا تعالیٰ سے اس کی اتنی محبّت بڑھا دیتا ہوں۔ کہ اور کسی ذریعہ سے اتنی محبّت حاصل ہونی ممکن ہی نہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔ اللہ نزل احسن الحدیث کتٰباً متشابھا

مثانی تقشعر منه جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ ذٰلک ھدی اللہ یھدی بہ من یشاء ومن یضلل اللہ فما لہٗ من ھاد (۳۹-۲۴) خدا تعالےٰ فرماتا ہے ہم نے قرآن ایسی کتاب نازل کی ہے۔ جس میں بہتر سے بہتر تعلیم دی گئی ہے یہ نہیں۔ کہ صرف اس کے اندر اچھی تعلیم ہے۔ اور باقی سب میں بری۔ بلکہ یہ کہ اس کے اندر سب سے اعلیٰ اور اچھی تعلیم دی گئی ہے۔ یہاں خدا تعالیٰ نے اس بات سے انکار نہیں کیا۔ کہ دوسرے مذاہب کی کتابوں میں اچھی تعلیم نہیں۔ بلکہ یہ فرمایا ہے۔ کہ یہ تعلیم بہتر سے بہتر ہے۔ گویا اس کی کوئی بات کسی دوسری بات کے خلاف نہیں۔ .. ..

.. .. ۔بلکہ ہر ایک بات ایک دوسری کی تصدیق اور تائید کرتی ہے۔ اور اس کی تفصیلات میں کوئی اختلاف نہیں۔ بلکہ وہ ایک ایسے اصل پر قائم ہیں۔ کہ اس سے اِدھر اُدھر نہیں ہوتیں۔ پھر وہ ایسی تعلیم ہے۔ کہ مثانی یعنی بار بار دوہرائی جاتی ہے۔ گویا اس میں ایسی روحانی طاقت اور قوت ہے۔ کہ انسان کو بار بار پڑھنے پر مجبور کرتی ہے۔ اور اس کے اندر ایسی کشش ہے کہ جو سنتا ہے۔ اسے اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ جس طرح جب کوئی اپنے محبوب کی آواز ایک بار سنتا ہے۔ تو چاہتا ہے۔ کہ پھر سنوں۔ اسی طرح قرآن کی آواز جو سنتا ہے۔ وہ پھر سنتا ہے۔ اور پھر سنتا ہے اسی طرح اس کے یہ بھی معنی ہیں۔ کہ چونکہ قرآن کی تعلیم ہر زمانہ اور ہر صدی کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے ہر زمانہ میں دوہرائی جاتی ہے۔ اور تازہ کی جاتی ہے۔ مثانی نہیں جاتی۔ پھر اس کی خوبی یہ ہے۔ کہ تقشعر منه جلود الذین یخشون ربھم اس سے جلدوں پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ـــــ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے جلال۔ اس کی قوت۔ اس کی شان۔ اس کی شوکت کا بیان اس میں ایسا صاف

صاف ہے۔ کہ جب کوئی پڑھتا ہے۔ تو خواہ دین سے کتنا ہی دُور ہو۔ خدا کے خوف سے اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر الیٰ ذکر اللہ ذٰلِکَ ھُدَی اللہِ صرف خوف اور ڈر تو ڈراؤنی چیزوں سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ اس سے صرف خوف نہیں پیدا ہوتا۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی محبّت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ خوف دو قسم کی چیزوں سے پیدا ہوا کرتا ہے۔ ایک ایسی چیزوں سے جو ڈراؤنی ہوں۔ اور دوسری جو شان و شوکت والی ہوں۔ لیکن ڈراؤنی چیزوں سے صرف خوف پیدا ہوتا ہے۔ اور شان والی چیزوں سے محبّت اور خوف دونوں پیدا ہوتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ ایسی تعلیم ہے۔ کہ جس سے صرف خوف نہیں پیدا ہوتا۔ بلکہ چونکہ یہ شان والی ہے۔ اس لئے اس کی عظمت اور شان کی وجہ سے اس کا خوف پیدا ہوتا ہے۔ جس کے ساتھ محبّت بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ ان کی جلدیں محبّت سے نرم ہو جاتی ہیں۔ تو قرآن یہ دعویٰ کرتا ہے۔ کہ اس میں سب سے بہتر تعلیم ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے۔ وہی مذہب سچا ہو سکتا ہے۔ جو یہ کہے۔ کہ مَیں سب سے بہتر تعلیم پیش کرتا ہوں۔ نہ وہ جو یہ کہے۔ کہ اور کسی مذہب میں کوئی سچائی ہی نہیں۔ پھر وہ مذہب سچا ہو سکتا ہے۔ جو ایسی تعلیم دے۔ جس پر چلکر انسان خدا تعالیٰ تک پُہنچ جائے۔ اور قرآن دعویٰ کرتا ہے۔ کہ میرے اندر وہ رستہ موجود ہے۔ جس پر چل کر انسان خدا تک پُہنچ جاتا ہے ۰

اب ہم قرآن کے اس دعویٰ پر نظر کرتے ہیں۔ کہ آیا یہ ٹھیک ہے۔ کہ قرآن خدا تعالیٰ سے انسان کا تعلق پیدا کر دیتا ہے۔ مگر اس مسئلہ کے دیکھنے سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے۔ کہ خدا تعالیٰ سے جو انسان کا تعلق ہوتا ہے۔ وہ کس طرح ہوتا ہے۔ کسی چیز کے اچھا ہونے کا سائنٹیفک ذریعہ سے

اس طرح ثبوت مل سکتا ہے۔ کہ اس کے لئے طریق کیا بتایا گیا ہے۔ اگر وہ طریق صحیح ہو۔ تو خواہ اس کو ماننے کا دعویٰ کرنے والوں کی حالت کیسی ہی ہو۔ اس سے اس مذہب پر کوئی الزام نہیں آسکتا۔ بلکہ یہی کہا جائیگا۔ کہ انہوں نے اس طریق پر عمل نہیں کیا۔ مثلاً کوئی شخص جیلخانہ میں جائے۔ اور وہاں ہندوؤں۔ سکھوں عیسائیوں اور مسلمانوں کو دیکھے۔ اور کہے کہ ان سب کے مذاہب جھوٹے ہیں۔ کیونکہ اگر سچا مذہب رکھتے ہوتے۔ تو جیلخانہ میں نہ پڑے ہوتے۔ تو یہ درست نہیں ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے اپنے اپنے مذہب کے خلاف کیا۔ تب جیلخانہ میں ڈالے گئے۔ اگر اپنے اپنے مذہب کے احکام کی پابندی کرتے۔ تو ایسا نہ ہوتا۔ پس کسی مذہب کو سچا معلوم کرنے کے لئے یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ آیا اس نے ایسے اصول بتائے ہیں یا نہیں جن کے ذریعہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر بتائے ہوں۔ لیکن اس مذہب کے ماننے والے ایسے لوگ نظر آئیں۔ جن کا خدا تعالےٰ سے تعلق نہیں ہے۔ تو یہی کہا جائیگا۔ کہ ان کا اپنا قصور ہے۔ نہ کہ اس مذہب میں نقص ہے۔ جیسے کونین تپ میں فائدہ دیتی ہے۔ لیکن اگر کوئی کونین کو ہاتھ میں دبائے رکھے۔ یا جیب میں ڈالے رکھے۔ اور کہے کہ مجھے اس سے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ تو اسے کہا جائیگا۔ کہ کھانے سے فائدہ ہوا کرتا ہے۔ نہ کہ ہاتھ میں پکڑنے یا جیب میں ڈالے رکھنے سے۔ اسی طرح مذہب کا فائدہ بھی اسی کو ہو سکتا ہے۔ جو اسپر عمل کرے۔ نہ کہ صرف مُنہ سے اس کے ماننے کا دعویٰ کرے ؛

خدا تعالیٰ سے تعلق کن ذرائع سے پیدا ہو سکتا ہے

اب اس بات کو مدِّ نظر رکھ کر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ سے تعلق کن ذرائع سے پیدا ہو سکتا ہے۔ دنیا میں کسی سے تعلق پیدا ہونے کے دو طریق ہیں۔ تعلق یا تو محبّت سے پیدا ہوتا ہے۔ یا خوف سے۔ اب ہم اسلام کی تعلیم پر غور کر کے دیکھیں گے۔ کہ آیا اسلام نے ایسی تعلیم دی ہے۔ کہ جس سے

خدا تعالیٰ سے کمال درجہ کی محبّت اور خوف پیدا ہوتا ہے۔ یا نہیں اگر دی ہے۔ تو ثابت ہو گا۔ کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے۔ جو خدا تعالیٰ سے ملانے کا صحیح رستہ بتاتا ہے۔ گو دوسرے مذاہب میں بھی خوبیاں ہیں۔ اور اگر یہ ثابت نہ ہو۔ تو پھر ماننا پڑیگا۔ کہ اسلام کے سوا کسی اور مذہب کی تلاش کرنی چاہیئے ؎

قرآن شریف میں ان ذرائع سے کس طرح کام لیا گیا ہے

اس کے لئے مَیں قرآن کریم کی تفصیلات کو چھوڑ کر سورہ فاتحہ کو لیتا ہوں۔ جو پہلی سورۃ ہے۔ اور جس میں صرف سات آیتیں ہیں۔ دنیا کے تمام فلسفے اس بات پر متفق ہیں۔ کہ تعلّق قائم رکھنے کے لئے پہلے محبّت سے کام لینا چاہیئے۔ اور پھر خوف سے۔ مثلاً بچہ کو صبح پڑھنے بھیجنے کے لئے پہلے محبّت سے کہا جائیگا۔ بیٹا پڑھنے جاؤ۔ یہ نہیں۔ کہ اُٹھتے ہی اس کے مُنہ پر تھپڑ مار دیں۔ اور اگر نہ مانے۔ تو کہینگے لو یہ مٹھائی لو۔ اور جاؤ۔ یا آکے لے لینا۔ اسپر بھی اگر وہ نہ مانے۔ تو پھر مارینگے۔ گویا پہلے محبّت سے بھیجا جائیگا۔ اور پھر خوف سے۔ اب ہم یہ دیکھیں گے۔ کہ قرآن نے اسی طبعی طریقہ کو خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے کے لئے برتا ہے یا نہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس سورہ کو شروع ہی الحمد سے کیا گیا ہے۔ جس میں محبّت کا ذکر ہے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اصل جو ایک مُدّت کی تحقیقات کے بعد ثابت کیا گیا ہے۔ اسے قرآن نے بہت عرصہ قبل بیان کر دیا ہے۔ پھر تعلق دو وجہ سے ہوا کرتا ہے۔ یا تو اس طرح کہ کوئی چیز اپنی ذات میں پیاری لگتی ہے۔ یا اس سے فائدے پہنچتے ہیں۔ جیسا کہ انگریزی داناؤں میں محاورہ ہے۔ کہ نیکی کو نیکی کی خاطر قبول کرنا چاہیئے۔ ان دونوں اصول کے متعلق دیکھتے ہیں۔ کہ قرآن کیا کہتا ہے ؎

سورہ فاتحہ کی لطیف تفسیر

سورہ فاتحہ میں ان دونوں باتوں کو لیا گیا ہے۔ اور اس میں ایسے اصول بیان کیئے گئے

ہیں۔ کہ ممکن نہیں اگر انسان ان پر عمل کرے۔ تو خدا تعالیٰ سے اس کا تعلق نہ پیدا ہو۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ اللہ نام ہے۔ خدا کا۔ اور اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ وہ ہستی جس میں کوئی نقص نہیں۔ اور تمام خوبیوں کی جامع ہے۔ دنیا میں لوگ ایسی چیزوں سے محبت کرتے ہیں۔ جو سب خوبیوں سے متصف نہیں ہوتیں۔ اور ایسی نہیں ہوتیں۔ کہ ان میں کسی قسم کا نقص نہ پایا جاتا ہو۔ مثلاً عورتوں پر عاشق ہوتے ہیں۔ لیکن نہیں ہوتا۔ کہ جس عورت پر کوئی عاشق ہوتا ہے۔ وہ دنیا کے سارے حسن کی جامع ہوتی ہے قصہ مشہور ہے۔ کہ لیلیٰ کو دیکھکر کسی نے مجنوں کو کہا تھا۔ کہ وہ تو کوئی خوبصورت نہیں۔ تم کیوں عاشق ہو۔ مجنوں نے کہا۔ لیلیٰ کو میری آنکھ سے دیکھنا چاہیئے اسی لئے کہا جاتا ہے۔ لیلیٰ را بچشم مجنوں باید دید۔ تو کوئی عورت ایسی نہیں ہوسکتی۔ جو تمام حسن کی جامع ہو۔ اور نہ ہی کوئی اور چیز ایسی ہوسکتی ہے۔ جس میں کوئی نقص نہ پایا جاتا ہو۔ مگر خدا ایسا ہے۔ کہ تمام خوبیوں کا جامع ہے۔ اور تمام نقصوں سے پاک ہے۔ اسی لئے فرمایا۔ کہ اللہ ہی وہ ہستی ہے۔ جو تمام خوبیوں کی جامع ہے۔ ہم چاند کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ اور خوشنما پہاڑوں کو دیکھ کر مسرت حاصل کرتے ہیں۔ مگر اس لئے نہیں کہ وہ ہمیں کچھ دیتے ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ وہ اپنی ذات میں اچھے لگتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اے انسان اگر تو ان لوگوں میں سے ہے۔ جو چیز کی ذاتی خوبی کی وجہ سے اس سے محبت کرتے ہیں۔ تو آ میں تجھے بتاؤں۔ کہ اسلام وہ خدا دکھاتا ہے۔ جو تمام نقصوں سے پاک اور تمام خوبیوں کا جامع ہے۔ لیکن چونکہ تمام فطرتیں ایسی نہیں ہوتیں۔ کہ صرف یہ جان کر کسی چیز سے محبت کریں۔ کہ وہ اپنی ذات میں اچھی ہے۔ بلکہ وہ یہ بھی چاہتے ہیں۔ کہ ہمیں فائدہ بھی پہنچائے۔ گو یہ گری ہوئی فطرت کے انسان ہوتے ہیں ——— ان کے متعلق فرماتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ - اگر تم یہ چاہتے ہو۔ کہ وہ اپنے حُسن کے علاوہ تم پر احسان بھی کرے تو آؤ تمہیں بتائیں۔ خدا وہ ہے۔ کہ جو تمہیں پیدا کرتا۔ اور پھر ادنیٰ اور گری ہوئی حالت سے ترقی دیکر اعلیٰ درجہ پر پہنچاتا ہے۔ مثلاً انسان کے جسم کا کوئی حصّہ گیہوں سے بنتا ہے۔ کوئی چنے سے کوئی جو سے یا اور وہ چیزیں جو انسان کھاتا ہے۔ ان سے ایک مادہ بنتا ہے۔ اور اس کا آگے انسان تیار ہو کر صفحہ دنیا پر آجاتا۔ اور بڑے بڑے کام کرتا ہے۔ یہ سب خدا تعالیٰ کی ربوبیّت کے ہی کھیل ہیں۔ تو فرمایا۔ اللہ تمہارا ربّ اور تمہارا محسن ہے۔ پھر ایک دو کا نہیں۔ بلکہ ربّ العٰلمین سب کا ہے۔ خواہ کوئی یورپ کا رہنے والا ہو یا افریقہ کا یا امریکہ کا۔ پھر کسی مذہب کا ہو۔ وہ سب کا ربّ ہے۔ حتیٰ کہ حیوانوں اور پرندوں کا بھی ربّ ہے۔ حیوانوں کے متعلق خدا تعالیٰ کی ربوبیّت کو اگر دیکھا جائیگا۔ تو عجیب نظارہ نظر آتا ہے۔ دیکھو انسان بیلوں سے ہل چلاتا ہے۔ اور کھیت بوتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں اگر انسان کو کھیت میں سے صرف دانے ہی حاصل ہوتے۔ تو وہ بیلوں وغیرہ کو کھانے کے لئے غلہ نہ دیتا۔ اس لئے دانوں کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے تُوڑی رکھدی ہے۔ کہ یہ ان کا حصّہ ہے جو انسان کے ساتھ کام کرنے والے تھے۔ تو خدا تعالیٰ نے ہر ایک مخلوق کا حصّہ رکھا ہوا ہے۔ اور اس کو اس کا رزق پُہنچاتا ہے۔ حتیٰ کہ ایسی جگہ جہاں انسان کے خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ کہ کس طرح رزق پُہنچ سکتا ہے۔ یعنی زمین کے نیچے۔ یا سمندر کے اندر۔ وہاں بھی جو مخلوق ہے۔ اس کے لئے خدا تعالےٰ نے وہیں خوراک رکھی ہوئی ہے۔ تو فرمایا اللہ ایسا ہے جو تمام کے تمام جانداروں پر احسان کرنے والا ہے۔ پھر احسان تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو زمانہ ماضی میں کیا گیا ہو۔ دوسرا وہ جو زمانہ حال میں کیا جائے۔ تیسرا وہ جو زمانہ آئندہ میں کیا جانے والا ہو۔ اور دنیا میں کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو

کسی قدیم احسان کا خاص لحاظ کرتے ہیں۔ کئی ایسے ہوتے ہیں۔ جو حال کے احسان کی قدر کرتے ہیں۔ اور کئی ایسے ہوتے ہیں۔ کہ آیندہ ہونے والے احسان کو بڑا سمجھتے ہیں۔ یہاں خدا تعالیٰ نے ان تینوں قسم کے لوگوں کے متعلق فرمایا خدا ربّ العالمین ہے۔ یعنی وہ فطرتیں جو زمانہ ماضی کے احسان کو یاد رکھنے والی ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ان کے باپ دادا پر بھی اسی خدا نے احسان کیئے تھے۔ اور جو موجودہ احسان کی قدر کرتی ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ان پر وہی خدا احسان کر رہا ہے۔ اور جو آئندہ کے احسان کا خیال رکھتی ہیں ان کو بھی معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ انپر بھی خدا ہی احسان کریگا۔ اس لیئے وہی ایک ایسی ذات ہے۔ جس سے محبت کرنی چاہیئے ٭

پھر جب خدا تعالیٰ کی ربوبیت کے ماتحت انسان کی تکمیل ہو جاتی ہے، اور وہ کام کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ تو جس طرح ماں باپ جوان بچہ کو کام پر لگانے کے لئے اس کو سامان مہیا کر دیتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ کہ جب انسان کام کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ تو اسوقت یہ ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے بغیر اس کی محنت اور کوشش کے کام کرنے کے اسباب عطا کرتا ہے۔ اس بات سے بھی اسلام کی دوسرے مذاہب پر بہت بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ جس طرح ربّ العالمین سے ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ بعض مذاہب والے ایسے ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ کہ صرف منجات ہمارے ہی مذہب میں ہے۔ مگر کوئی اور اس میں داخل نہیں ہو سکتا لیکن قرآن شریف ایسا نہیں کہتا۔ بلکہ یہ کہتا ہے۔ کہ خدا تمام لوگوں کا ربّ ہے۔ اور اس نے جو مذہب لوگوں کے نجات پانے کے لئے بھیجا ہے۔ اس کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا ہے۔ پھر اسلام اس خدا کو پیش کرتا ہے۔ جو رحمانیت کی صفت بھی رکھتا ہے۔ یعنی وہ صرف ربوبیت ہی نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے فضل سے لوگوں کو

ایسے سامان بھی عطا کرتا ہے۔ جن کے حصول میں ان کے اعمال کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اس میں بعض مذاہب پر اس طرح اسلام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ خدا بغیر عمل کے انسان کو کچھ نہیں دیتا حالانکہ یہ بات تجربہ اور مشاہدہ بلکہ نیچر کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ سورج۔ زمین۔ پانی۔ ہوا۔ ایسی چیزیں ہیں۔ جن کے بغیر کوئی انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ اب اگر بغیر عمل کے خدا انسان کو کچھ نہ دیتا۔ تو ان کو بھی پیدا نہ کرتا۔ مگر اس نے پیدا کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ بغیر عمل کے بھی دیتا ہے۔ اور اگر ان چیزوں کو عمل کا نتیجہ مانا جائے۔ تو یہ کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ انسان عمل تو تب کر سکتے۔ جبکہ زندہ ہوتے۔ اور زندہ ہوا کے بغیر رہ نہیں سکتے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ انسانوں کو ہوا پہلے ملی۔ پھر انہوں نے کوئی عمل کیا۔ اسی طرح کھانا ہے۔ اگر کھانا انسان کے عمل کرنے سے پہلے نہ ہوتا۔ تو وہ زندہ نہ رہ سکتا۔ اور جب زندہ نہ رہ سکتا۔ تو عمل بھی نہ کر سکتا۔ پس اسلام کی تعلیم کے مطابق خدا تعالیٰ رحمٰن ہے یعنی بغیر محنت کے دیتا ہے۔ اور بے حد دیتا ہے۔ دیکھو ہوا جو انسان کو مفت اور بغیر اس کی محنت اور مشقت کے ملتی ہے۔ ایسی ہے۔ کہ اس کی کوئی حد بندی نہیں ہو سکتی۔ اور ہر ایک کو مل جاتی ہے۔ اسی طرح پانی ہے۔ یہ بھی بے حد ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ انسان کی زندگی کے قیام کے لئے جس قدر کسی چیز کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اسی قدر وہ آسانی سے حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً کھانا ہے۔ یہ اگر انسان کو نہ ملے۔ تو ایک حد تک صبر کر سکتا ہے۔ لیکن پانی نہ ملنے پر اس سے کم اور ہوا نہ ملنے پر اس سے بھی کم عرصہ زندہ رہ سکتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے کھانا مہیّا کرنے کے لئے جس قدر محنت اور کوشش رکھی ہے۔ پانی مہیّا کرنے کے لئے اس سے کم اور ہوا حاصل کرنے کے لئے اس سے بھی کم رکھی ہے۔

تو ان چیزوں کی انسان کو جتنی جتنی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ نے ان کا حصول اتنا ہی آسان بنایا ہے۔ پانی کے بغیر تو انسان کچھ عرصہ صبر کرسکتا ہے۔ مگر ہوا کے بغیر ذرا بھی نہیں کرسکتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ہوا کے لئے کچھ بھی قیمت نہیں رکھی۔ پس اس کی رحمانیت کا ثبوت ہے۔ اور قرآن کریم کہتا ہے۔ کہ وہ رحمٰن ہے۔ پھر اسلام کہتا ہے۔ یہیں خدا کی صفات کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اس سے آگے خدا تعالیٰ کی یہ صفت ہے۔ کہ جب کوئی انسان کام کرتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ یہ نہیں کہتا۔ کہ چونکہ اس نے میرے ہی دیئے ہوئے ذرائع سے کام کیا ہے اس لئے میں اسے اس کے کام کا کوئی بدلہ نہیں دونگا۔ بلکہ پہلے کی نسبت اور زیادہ ان ذرائع کو بڑھا دیتا ہے۔ دیکھو جو انسان خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے ہاتھ سے کام لے۔ اس کا ہاتھ اور زیادہ طاقتور ہو جاتا ہے۔ اور جو خدا تعالیٰ کے عطا کردہ دماغ سے کام لیتا ہے۔ اس کا دماغ اور زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جو لوگ علوم پڑھتے ہیں۔ انکی نسلیں بہ نسبت ان لوگوں کی نسلوں کے جو علوم سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ بہت جلدی علوم میں ترقی کر لیتی ہیں۔ ہندوستان میں ہی دیکھ لو۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کے بچے چوہڑے چماروں یا اور ایسی قوموں کے بچوں سے جن میں علم نہیں۔ آسانی سے علوم حاصل کر لیتے ہیں۔ تو اسلام بتاتا ہے۔ کہ خدا وہ خدا ہے۔ کہ جب انسان اس کے دیئے ہوئے سامانوں سے خواہ وہ سامان جسمانی ہوں یا روحانی۔ کام لیتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ ان کو اور زیادہ بڑھا دیتا ہے۔ اور بڑھ چڑھکر فائدہ پہنچاتا ہے؛

پھر فرمایا۔ اسلام کا خدا وہ ہے۔ کہ جس کی اور بھی صفات ہیں۔ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو حسن اور احسان سے بات نہیں مانتے۔ بلکہ خوف اور ڈر کی وجہ سے مانتے ہیں۔ اس لئے اسلام نے ساتھ ہی بتا دیا کہ ہم ہی

نہیں کہتے۔ کہ خدا تعالیٰ سے اس لئے تعلق پیدا کرو۔ کہ وہ محبت کرنے والا ہے۔ اور تمام خوبیوں کا جامع ہے۔ اور تم پر بڑے بڑے احسان کرتا ہے۔ بلکہ اگر تم باوجود اس کے احسانوں کے۔ اس کے احکام پر عمل نہ کرو گے۔ تو وہ تمہیں سزا دیگا۔ کیونکہ وہ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْن ہے۔ دیکھو جو لوگ دنیا میں ظاہری اسباب سے کام نہیں لیتے۔ وہ ذلیل اور رسوا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والی تعلیم پر عمل نہیں کرتے۔ وہ بھی تباہ اور برباد ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْن ہے۔ پس دنیا میں جو لوگ محبّت سے ماننے والے ہیں۔ وہ تو خدا تعالیٰ کے احکام کو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کے ماتحت مانیں گے۔ اور جو سزا کے خوف اور ڈر سے ماننے والے ہیں۔ وہ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْن کے ماتحت مانینگے۔ کیونکہ وہ سمجھیں گے۔ کہ اگر ہم خدا تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرینگے۔ تو وہ ہمیں سزا دیگا ؎

یہ اسلام کی خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے اصولی تعلیم ہے۔ اس کو اگر تفصیل سے دیکھا جائے۔ تو ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ اسلام کو دوسرے تمام مذاہب پر بہت بڑی فضیلت حاصل ہے۔ مگر خدا تعالیٰ سے تعلق یہی نہیں ہوتا۔ کہ انسان خدا سے محبّت کرے۔ بلکہ اس کا لازمی نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ خدا کی مخلوق کی آپس میں بھی محبّت اور اُلفت ہو۔ دیکھو بھائی بھائی جو آپس میں محبّت کرتے ہیں۔ وہ کیوں کرتے ہیں۔ اسی لئے کہ ایک ماں باپ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی طرح اہل ملک آپس میں محبّت کرتے ہیں۔ کیوں اسی لئے کہ ایک ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ پس جب دنیادی طور پر ایک چیز سے تعلق رکھنے والے آپس میں محبّت کرتے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ایک خدا سے تعلق رکھنے والوں کی آپس میں محبّت نہ ہو۔ کیا خدا تعالےٰ

ماں باپ یا ملک سے کم درجہ کا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا ان سب سے بڑا درجہ ہے تو کیا وجہ ہے۔ کہ ایک محلہ ایک شہر ایک ملک اور ایک ماں باپ سے تعلّق رکھنے والے تو آپس میں محبّت کریں۔ مگر ایک خدا سے محبّت اور تعلّق رکھنے والے آپس میں محبّت نہ کریں۔ ان کی محبّت سب سے زیادہ اور سب تعلّقات کی نسبت مضبوط ہوتی ہے۔ اور دنیا میں لوگوں پر ظلم و ستم کرنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے تعلّق نہیں رکھتے۔ جو لوگ خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ اس کے بندوں سے بھی ضرور محبّت کرتے ہیں ؎

تو اسلام ہمیں اسی طرف لے جاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ جب کوئی خدا تعالےٰ کی ان صفات کو دیکھتا ہے۔ کہ ایک طرف وہ حُسن میں کامل ہے۔ ہر ایک خوبی اس میں پائی جاتی ہے۔ اور وہ اپنے بندوں پر احسان کرتا ہے۔ اور دوسری طرف وہ طاقت اور قوّت میں کامل ہے۔ جو اس سے تعلق توڑتا ہے۔ اسے سزا دیتا ہے۔ تو اس کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ کہ وہ خدا کو اپنے سامنے دیکھ لیتا ہے۔ اور اس کے دل میں خدا تعالیٰ کے بندوں کی محبّت جوش زن ہو جاتی ہے۔ اس وقت وہ دنیاوی لحاظ سے اپنے اور دوسرے مذاہب کے لوگوں میں کوئی فرق نہیں پاتا۔ اس وقت وہ یہ نہیں کہتا۔ کہ فلاں چونکہ ہندو ہے یا عیسائی ہے یا سکھ ہے یا اور کسی مذہب کا ہے۔ اس لئے اس کو دُکھ دینا چاہیئے۔ بلکہ وہ یہ کہتا ہے۔ کہ سب خدا تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ اس سے مجھے محبّت اور پیار کرنا چاہیئے۔ تو اسلام کہتا ہے۔ کہ جب کوئی انسان اس درجہ پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ تو یہ کہتا ہے۔ کہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ گویا اس وقت انسان یہ نہیں کہتا۔ کہ میں ایسا کرتا ہوں۔ بلکہ تمام کے تمام بندوں کی طرف سے کہتا ہے۔ کہ میری عبادت ان کی عبادت ہے۔ اور میں اپنے لئے ہی نہیں بلکہ ان

سب کے لئے مدد چاہتا ہوں۔ دنیا میں بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو دوسروں کو زبانی تو کہدیتے ہیں۔ کہ ہمارا مال تمہارا ہی مال ہے۔ لیکن اگر کوئی ان کے مال سے ایک پیسہ بھی لے۔ تو لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر اسلام کہتا ہے۔ کہ جب انسان کا تعلق خدا تعالیٰ سے ہو جاتا ہے۔ تو اسوقت وہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنے آپ کو ہی پیش نہیں کرتا۔ بلکہ یہی کہتا ہے۔ کہ اے خدا ہم سب تیری عبادت کرتے ہیں۔ اور تو ہم سب کی مدد کر۔ اور سب کو انعام دے۔ پس یہ اسلام کی تعلیم ہے۔ کہ اسلام سب کو اپنا بھائی سمجھنے سب کو فائدہ پہنچانے کی تلقین کرتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library

یہ تو بندہ کا خدا سے تعلق پیدا کرنے کا طریق ہے۔ مگر یہ یک طرفہ بات ہے۔ کامل اور مکمل تعلیم وہ ہو سکتی ہے۔ جو اس امر کا بھی ثبوت پیش کرے۔ کہ خدا تعالیٰ بھی بندہ سے محبت اور پیار کرتا ہے۔ کیونکہ اگر ایک شخص کو خدا تعالیٰ سے ملنے کا تو شوق ہو۔ لیکن خدا تعالیٰ کو اس سے محبت نہ ہو۔ تو پھر کیا فائدہ۔ پس وہ مذہب سچا نہیں ہو سکتا۔ جو صرف بندہ کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کردے۔ بلکہ سچا مذہب وہی ہو سکتا ہے۔ جو اس بات کا بھی ثبوت پیش کرے۔ کہ خدا تعالیٰ بھی بندہ سے محبت کرتا ہے۔ اس کے متعلق جب ہم قرآن کریم کو دیکھتے ہیں۔ کہ کیا کہتا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کو بھی بندہ سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں کو کہدے کہ اگر تمہارے اندر خدا کی محبت ہے۔ تو آؤ میری غلامی میں داخل ہو جاؤ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تم خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔ یعنی خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگ جائیگا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اسلام اسی پر بس نہیں کرتا اور دیگر

مذاہب کی طرح یہی نہیں کہتا۔ کہ تمہارے دل میں خدا کی محبّت پیدا ہو جائے گی۔ بلکہ یہ بھی کہتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ تم سے محبّت کرنے لگ جائیگا۔ یہ اسلام اور دوسرے مذاہب میں بہت بڑا فرق ہے ✦

یہ میں نے پہلے بتایا ہے۔ کہ اپنے مذہب کو اعلیٰ ثابت کرنے کے لئے یہ غلط طریق ہے۔ کہ دوسرے مذاہب کے بزرگوں کو گالیاں دی جائیں۔ اور ان مذاہب کی کسی خوبی کا اعتراف نہ کیا جائے۔ اگر کسی کے پاس خوبی ہے۔ تو اس کو پیش کرنا چاہیئے۔ دوسروں کو گالیاں دینے کا کیا فائدہ۔ کسی کو گالیاں دینے اور مارنے کی ضرورت اسی وقت ہوا کرتی ہے۔ کہ جب اور طریق سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ ایک طاقت ور اور زبردست تو سزا دینے کے وقت بھی نرمی اور ڈھیل ہی دیا کرتا ہے۔ دیکھو چوہے بلّی کی کتنی ادنیٰ مثال ہے۔ بلّی ایک ذلیل سا جانور ہے۔ مگر وہ بھی چوہے کو پکڑتے وقت اپنا وقار دکھاتی ہے۔ پکڑ کر چھوڑ دیتی ہے۔ پھر جب چوہا بھاگنے لگتا ہے۔ تو پھر پکڑ لیتی ہے۔ اسی طرح کئی بار پکڑتی اور چھوڑتی ہے۔ تو طاقت ور اور زبردست انسان چھچھورا نہیں ہوتا۔ چھچھوراپن وہی انسان دکھاتا ہے۔ جو اپنی کمزوری کو محسوس کرتا ہے۔ تو یہ کسی کی صداقت اور خوبی کی دلیل نہیں ہے۔ کہ دوسروں کو گالیاں دی جائیں۔ بلکہ صداقت کی دلیل یہ ہے۔ کہ اپنی خوبیاں پیش کی جائیں۔ اگر واقعہ میں وہ خوبیاں ہونگی۔ تو ضرور قبول کی جائینگی۔ ڈنڈے اور زور سے تو کوئی خوبی نہیں منوائی جاتی ✦

خدا تعالیٰ کا بندے سے محبّت کرنا

پس سارے مذاہب تو یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم خدا سے انسان کا تعلق اور واسطہ پیدا کر دیتے ہیں۔ لیکن اسلام میں یہ فضیلت ہے۔

کہ اسلام کہتا ہے۔ میں وہی تعلیم نہیں دیتا۔ جس سے خدا کی محبت تمہارے دل میں پیدا ہو سکتی ہے۔ بلکہ یہ تعلیم بھی دیتا ہوں۔ کہ خدا کو تمھاری محبت پیدا ہو جائے۔ پس اسلام یہی نہیں کہتا۔ کہ تم نیک بن جاؤ۔ بلکہ یہ بھی کہتا ہے۔ کہ میری تعلیم پر عمل کر کے تم ایسے بن سکتے ہو۔ کہ خود خدا تمہیں بلائے۔ اور کہے کہ تم میرے محبوب ہو۔ پھر اسلام یہی نہیں کہتا۔ کہ مرنے کے بعد تمہیں پتہ لگیگا۔ کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ بلکہ اسی دنیا میں ثبوت دیتا ہے۔ کہ تم سیدھے راستہ پر ہو۔ اور وہ اس طرح کہ فرماتا ہے۔ اِن کُنتُم تُحِبُّونَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُونِی یُحبِبکُمُ اللّٰہ کہ آؤ اسی دنیا میں خدا کے محبوب بن جاؤ۔ محبوب کے یہ معنی ہیں۔ کہ اگر اس کو کوئی تکلیف ہو۔ تو محب اس کی مدد کرے۔ اور اس سے کلام کرے اسے تسلی دے۔ اس کو کوئی شخص اپنا محب نہیں سمجھ سکتا۔ جو یہ تو کہے۔ کہ مجھے فلاں سے محبت ہے۔ اور فلاں میرا محبوب ہے۔ لیکن جب اسے کوئی تکلیف پہنچے۔ تو اس کی کوئی مدد نہ کرے۔ تو خدا تعالیٰ کے محبوب ہونے کے یہ معنی ہیں۔ کہ جب وہ دکھ اور تکلیف میں ہو۔ تو خدا اس کی مدد کرے۔ اور اس سے کلام کرے ؛

اِسلام میں خدا سے کلام کرنیکا دروازہ کھُلا ہے۔

اس کے ماتحت جب ہم دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن کریم خدا تعالےٰ سے کلام کرنے کا دروازہ کھلا بتاتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ اِھدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیمَ صِرَاطَ الَّذِینَ اَنعَمتَ عَلَیھِم کہ اے مومنو تم ہمیشہ یہ دعا کیا کرو۔ کہ اے خدا ہمیں سیدھا رستہ دکھا۔ یعنی وہ رستہ جس پر چل کر پہلے لوگ خدا تک پہنچے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ انہیں یقین دلاتا رہا ہے۔ کہ تم مجھ تک پہنچ گئے ہو ؛

اسلام کی دیگر مذاہب پر فضیلت

یہ بیّن فرق ہے اسلام اور دیگر مذاہب میں۔ اخلاقی تعلیم میں مذاہب کا آپس میں کوئی بڑا فرق نہیں ہے۔ ہر ایک مذہب بُرے کام کرنے سے روکتا اور اچھے کام کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ لیکن اسلام کہتا ہے۔ کہ اسی دنیا میں تم کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ تم خدا کے مقرّب اور محبوب بن گئے ہو۔ چنانچہ اس کا ثبوت اسلام میں ملتا ہے۔ کیونکہ ہر زمانہ میں اسلام میں ایسے لوگ آتے رہے ہیں۔ جنہوں نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کو انہوں نے دیکھا۔ اور خدا ان سے کلام کرتا ہے۔ چنانچہ معین الدّین چشتی۔ حضرت محی الدّین ابن عربی حضرت جنید بغدادی۔ اور اور بہت سے بزرگ اسلام میں ایسے گذری ہیں۔ جنہوں نے اپنے دل میں خدا کی محبّت پیدا کی۔ اور خدا تعالیٰ نے بھی ان سے محبّت کی۔ اور انہیں اپنی محبّت کا جبہ پہنایا۔ ان کی ہر تکلیف کو اس نے خود دُور کیا۔ اور ہر مشکل وقت میں ان کی مدد کرتا رہا +

ہمارے زمانہ میں خدا کا ایک محبوب

پس اسلام میں بہت سے ایسے بزرگ ہوئے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے محبوب تھے۔ اور اس زمانہ میں بھی خدا تعالےٰ کا ایک خاص محبوب گذرا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کے مفاسد کو دیکھ کر اور خدا تعالیٰ سے لوگوں کا بُعد اور بے رُخی پا کر ... ... ایک ایسا انسان بھیجا۔ جس نے اسلام کی خدمت کی۔ اور اسلام کی سچائی ثابت کی۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کو بد سے بدتر قرار دیا جاتا تھا۔ اور کہا جاتا تھا۔ کہ سو سال تک اسلام دنیا سے مٹ جائیگا۔ اس وقت خدا تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی۔

اور اس نے کہا کون ہے۔ جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپ کے نام کو مٹا سکے۔ پس ایسے زمانہ میں جبکہ اسلام غریب ہو چکا تھا۔ اور ایسے وقت میں جبکہ اسلام بلحاظ تعلیم یا بلحاظ اس کے کہ سائنس اور علوم کی ترقی کی وجہ سے اس پر نئے نئے اعتراض کئے جاتے تھے۔ اور کہا جاتا تھا۔ کہ قرآن میں ایسی باتیں درج ہیں۔ جو خلاف عقل ہیں۔ پھر جو علم نکلتا اسلام پر حملہ آور ہوتا۔ ڈاردن تھیوری نکلی۔ تو اس کے ذریعہ اسلام پر حملے کئے گئے۔ جیالوجی کے رو سے اسلام کو ہدف اعتراضات بنایا گیا۔ اسٹرانومی کے ذریعہ اسلام میں نقص نکالے گئے۔ غرض ہر علم کی تحقیقات کا یہی نتیجہ بتایا گیا۔ کہ اسلام نقصوں اور غلطیوں سے پُر ہے۔ اور کسی علم کے مقابلہ پر ٹھیر نہیں سکتا۔ اس وجہ سے صاف طور پر کہدیا گیا۔ کہ مسلمان جوں جوں علوم سے واقف ہوتے جائینگے۔ خود بخود اسلام کو چھوڑ دینگے۔ اور یہ خیال ایسا وسیع ہوا۔ کہ مسلمان کہلانے والوں میں سے ایسے لوگ پیدا ہو گئے۔ جنہوں نے کہدیا۔ کہ اسلام کی اصلاح ہونی چاہیئے۔ اور زمانہ حال کے مطابق اس کی تعلیم کو بنانا چاہیئے۔ جب یہ حالت ہو گئی۔ تب وہ خدا جس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو کہا تھا۔ کہ تو میرا ایسا پیارا اور محبوب ہے۔ کہ تیرے غلام بھی میرے محبوب ہو جائینگے۔ اس خدا کی غیرت جوش میں آئی۔ اور اس کی محبّت فوارے کی طرح پھوٹی۔ اس نے اسلام کی عزّت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت کو ثابت کرنے کے لئے ایک ایسے انسان کو کھڑا کر دیا۔ جو کیا بلحاظ شان و شوکت اور کیا بلحاظ مال و دولت اور کیا بلحاظ شہرت و عزّت دنیا میں کوئی حقیقت نہ رکھتا تھا۔ اور کہا کہ میں اس کے ذریعہ اس زمانہ میں اسلام کو قائم کرونگا۔ اور اس کے ذریعہ اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر کے دکھاؤنگا۔ اور دنیا میں پھیلا دونگا۔ پس خدا تعالےٰ نے ایسے نازک اور پُر خطر زمانہ میں اسلام کی صداقت ثابت کرنے کے لئے

ایک دروازہ کھولا۔ اور قادیان سے اس شخص کو چنا۔ اور اسے کہا کہ چونکہ تُو نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلامی کا جوُا اپنی گردن میں پوری طرح ڈالا ہے۔ اس لئے میں تجھے اسلام کی خدمت اور محمد صلعم کی عظمت کیلئے کھڑا کرتا ہوں ۔

حضرت مرزا صاحب کی بعثت سے اسلام کی صداقت کا ثبوت

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کس طرح معلوم ہو۔ کہ اس شخص کو خدا تعالیٰ سے محبّت تھی۔ اور خدا تعالےٰ کو اس سے محبّت تھی۔ اور اس کا کھڑا ہونا کس طرح اسلام کی صداقت کا ثبوت ہے۔ دوسرے مذاہب والوں کا حق ہے۔ کہ ہم سے یہ سوال پوچھیں۔ کہ یہ کس طرح ثابت ہوا۔ کہ اس شخص کا کھڑا ہونا اسلام کی صداقت کا ثبوت ہے۔ کیوں نہ کہا جائے۔ کہ چونکہ تم کو اسلام سے محبّت ہے اس لئے تم نے یہ ڈھکوسلا بنا لیا ہے۔ اس کیلئے جیسا کہ مَیں نے پہلے بتایا ہے۔ کہ جو خدا تعالیٰ کا پیارا اور محبوب ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی تائید اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس کے مطابق دیکھنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ کی تائید اس کے ساتھ تھی یا نہیں۔ اور یہ اس طرح دیکھی جا سکتی ہے۔ کہ جب وہ خدمت اسلام کے لئے کھڑا ہوا تو جیسا کہ مَیں نے پہلے اشارۃً بتایا ہے۔ بہت معمولی حالت میں تھا۔ اور کوئی اس کی شان و شوکت نہ تھی۔ نہ وہ دنیا میں مشہور تھا۔ نہ اس کے پاس مال و دولت تھی۔ نہ اس کے پاس جتھا اور طاقت تھی۔ مگر اس زمانہ میں اس نے اعلان کیا۔ کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ مَیں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پُہنچاؤنگا۔ پھر اس نے اعلان کیا۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے کہا ہے۔ کہ فحان ان تعان وتعرف بین الناس وہ وقت آگیا ہے۔ کہ تیری نصرت ہو اور تُو دنیا میں پہچانا جائے۔ پھر اس نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر اعلان کیا۔ کہ :۔ "دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن

خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچّائی ظاہر کردیگا۔"

غرض اس وقت جبکہ وہ اکیلا تھا۔ کوئی گروہ چھوڑ چند لوگ بھی اس کے ساتھ نہ تھے۔ اس کے گاؤں میں لوگ باہر سے نہ آتے تھے۔ اس کا گاؤں کوئی مشہور گاؤں نہ تھا۔ بالکل معمولی اور چھوٹا سا گاؤں تھا۔ اس وقت خدا نے اسے بتایا۔ کہ میں تیرا نام تمام دنیا میں پھیلا دونگا۔ اس وقت اس کی اپنی حالت یہ تھی۔ کہ اسی گاؤں کے اکثر لوگ جس میں وہ پیدا ہوا اور جس میں اس نے پرورش پائی اس کا نام تک نہ جانتے تھے۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ اس کو دنیا میں وہی عزّت اور شہرت حاصل ہوئی یا نہیں۔ اور وہی مدد اور اعانت حاصل ہوئی یا نہیں۔ جس کا خدا تعالیٰ نے اس سے وعدہ کیا تھا۔ دعویٰ سے قبل تو اسکی یہ حالت تھی۔ کہ اپنے گاؤں کے لوگ بھی اس کو نہ جانتے تھے۔ لیکن دعویٰ کے بعد آپ کی دنیا میں ایسی شہرت ہوئی۔ کہ کوئی ملک اور کوئی علاقہ ایسا نہیں۔ جہاں کے لوگ آپ کو نہ جانتے ہوں۔ ہر ایک قوم اور ہر ایک ملک میں آپ کا نام پھیلا۔ اور اس طرح وہ بات پوری ہوئی۔ جس کا اعلان اس نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر اس وقت کیا تھا۔ جبکہ وہ بالکل گمنام تھا۔ کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ چونکہ مرزا صاحب نے ایک نیا دعویٰ کیا تھا۔ اور جو لوگ نئے دعوے کیا کرتے ہیں۔ ان کے نام پھیل ہی جایا کرتے ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ اسی نے نیا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ اسی زمانہ میں اوروں نے بھی نئے نئے دعوے کیئے تھے۔ ان کے نام کہاں پھیلے۔ پھر کوئی ایک بھی شخص تو ایسا نہیں جس نے قبل از وقت کہا ہو۔ کہ میرا نام تمام دنیا میں پھیل جائیگا۔ اور پھر اس کا نام پھیلا ہو۔ یہ بات صرف حضرت مرزا صاحب کو ہی حاصل ہوئی ہے۔ کہ آپ نے قبل از وقت جس طرح بتایا۔ اسی طرح ظہور میں آیا۔ جس سے ثابت ہے۔ کہ آپ نے خدا تعالیٰ کی محبّت کو جذب کرلیا تھا۔ ورنہ اسی پنجاب میں ایسے لوگ ہوئے ہیں۔ جنہوں نے دعوے کیئے۔ مگر ان کے

نام ہرگز نہیں پھیلے۔ اور نہ اُنہوں نے قبل از وقت اپنے متعلق کوئی اس قسم کا اعلان کیا۔ جس قسم کا حضرت مرزا صاحبؑ نے کیا ؎

حضرت مرزا صاحبؑ کے ذریعہ اشاعت اسلام

اب ہم پوچھتے ہیں۔ کیا جس طرح حضرت مرزا صاحبؑ نے قبل از وقت بتایا تھا۔ اسی طرح ہوا یا نہیں۔ ہوا اور ضرور ہوا۔ وہی اقوام جو یہ کہتی تھیں۔ کہ اسلام ایک صدی کے اندر اندر مٹ جائیگا۔ اُنہوں نے حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ اسلام قبول کیا۔ یورپ کے لوگ جو بوجہ مسلمانوں کے علوم اور تمدنی ترقی میں بہت پیچھے رہنے کے کہتے تھے۔ کہ اسلام جہالت کا مذہب ہے۔ اور اسلام کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ان میں سے کئی ایک نے خود اسلام قبول کیا۔ اور ایسے وقت میں قبول کیا۔ جب دنیا فتویٰ دے چکی تھی۔ کہ اسلام مٹ جائیگا۔ اور ایسے وقت میں اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے۔ جبکہ اسلام کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا تو الگ رہا۔ مسلمان کہلانے والے اسے خود چھپا رہے تھے۔ کیا اس سے وہ بات ثابت ہوگئی یا نہیں۔ جو حضرت مرزا صاحبؑ نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر بتلائی تھی۔ کہ میرے ذریعہ دنیا میں اسلام پھیلیگا۔ اس کے لئے جب ہم اس بیس پچیس سال کے عرصہ کو دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہیں لوگوں میں سے جو اسلام کے خطرناک دشمن ہیں۔ ایسے لوگ پیدا ہوگئے ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ کہ ہم نہیں سوتے۔ جب تک کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہیں بھیج لیتے۔ اور وہ ملک جہاں سے ہمارے کانوں میں یہ صدا آتی تھی۔ کہ اسلام سو سال تک برباد ہو جائیگا۔ اور وہ ملک جو اپنے خیال میں ہم پر رحم کھاکر کروڑوں روپے اس لئے خرچ کرتا تھا۔ کہ ہم سے ایک خدا کی پرستش چھوڑا کر تین خداؤں کا حلقہ بگوش بنائے۔ اور وہ لوگ جو ہمیں اپنا شکار

سمجھ کر ہم پر للچائی ہوئی نظریں ڈالتے تھے۔ اور وہی مذاہب جو اسلام کو جہالت اور بے وقوفی کا مذہب قرار دیتے تھے۔ انہی کے مقابلہ میں حضرت مرزا صاحب کے غلاموں نے کھڑے ہو کر انہیں شکست فاش دی۔ اور ان کے گھر پہنچ کر لا اِلٰہ الا اللہ کے نعرے بلند کیئے۔ اب ولایت میں دیکھ لو۔ وہی لوگ جو ہمیں تثلیث پرستی میں جکڑنا چاہتے تھے۔ انہی میں سے بعض کے گھروں میں لا الٰہ الا اللہ کی آواز گونج رہی ہے۔ اور ان کے علاوہ اب یہ آواز امریکہ کی طرف بھی منتقل ہو چکی ہے۔ چنانچہ ہم اپنا ایک مبلغ امریکہ بھیج چکے ہیں۔ تاکہ وہ جا کر امریکہ والوں کی توجہ اسلام کی طرف پھیرے۔ جو اس کے لئے تیار پائے جاتے ہیں۔ پھر وہی جرمنی جو مادیات کی طرف سب سے زیادہ جھکا ہوا تھا۔ اب ادھر سے بیزار ہو کر روحانیت کی طرف متوجہ ہو رہا ہے۔ اس کا ایک قنصل چند روز ہوئے مسلمان ہوا ہے۔ اور اس نے لکھا ہے۔ کہ جرمنی میں اسلام کی بہت ترقی ہوگی۔ پھر روس کے کئی ایک آدمی مسلمان ہو چکے ہیں۔ اور ان لوگوں نے مجھے لکھا ہے۔ کہ جب ہمارے ملک میں امن و امان ہو جائیگا۔ تو ہم اپنی زندگیاں اسلام کی اشاعت کے لئے وقف کر دینگے۔ اور جہاں آپ بھیجینگے۔ وہاں جانے کے لئے تیار رہینگے۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اسلام کی بنیاد اور کئی مقامات پر رکھی جا چکی ہے۔ اور بیج کی طرح اسلام کئی جگہوں میں پہنچ چکا ہے۔ یہ سوائے اس کے اور کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے جو بات بتائی تھی وہ پوری ہو رہی ہے۔ باوجود اس کے کہ مسلمانوں کی حکومت سینکڑوں سال سے چلی آتی ہے۔ لیکن کسی مسلمان حکومت کے ذریعہ یہ بات حاصل ہوئی۔ ہرگز نہیں۔ مگر ایک شخص بے سر و سامانی کی حالت میں خبر دیتا ہے۔ کہ ایسا ہوگا۔ اور چند ہی سال میں اس طرح ہونا شروع ہو جاتا ہے ؎

حضرت مرزا صاحب کی مخالفت

پھر کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ کیا ہوا اگر کچھ لوگ مسلمان ہو گئے۔ یہ کونسی بڑی بات ہے۔ لیکن حضرت مرزا صاحب نے یہی نہیں کہا تھا۔ کہ اسلام دنیا میں پھیل جائیگا۔ بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی بتا دیا۔ کہ دنیا اس کی مخالفت کرے گی۔ اور باوجود اسکے اسلام پھیلے گا۔ چنانچہ دنیا نے مخالفت کی۔ اور وہ لوگ بھی جو محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عظمت اور بڑائی پر ایمان لانے کا دعویٰ رکھتے تھے۔ اُنہوں نے بھی روکاوٹیں ڈالیں۔ دوسروں نے توڈالنی ہی تھیں۔ پس گھر کے لوگوں نے بھی سختی سے مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے ظلم کیئے۔ پتھر مارے۔ گالیاں دیں۔ اور ہر قسم کی سختیاں کیں۔ مگر پھر بھی وہ یہی کہتا رہا۔ ؎

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار

کاخر کنند دعوئ حبّ پیمبرم

کہ یہ لوگ خواہ مجھ سے کیسا ہی بُرا سلوک کریں۔ اور باوجود اسکے کہ میں اس تعلیم کو پھیلانے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ جس سے خود محبت کرنے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ پھر بھی مَیں ان کی خاطر کو نگاہ میں رکھتا ہوں۔ کیونکہ آخر یہ اس پیغمبر کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جس کا میَں غلام ہوں ؛

تو گھر کے لوگوں نے اس کا مقابلہ کیا۔ اس کے آگے روکاوٹیں ڈالیں۔ اس کے پیروؤں کو گھروں سے نکال دیا۔ ہر قسم کی تکلیفیں اور دُکھ دیئے۔ مگر پھر بھی وہ غریب اور مفلس لوگ ایک ایک کرکے بڑھنے لگے۔ اُنہوں نے اپنے اور اپنی بیوی بچوں کے خرچ بند کرکے اسلام کی اشاعت کے لئے خرچ دیئے۔ اور باوجود مخالفتوں کے ترقی کی۔ لوگوں نے چاہا۔ کہ اسلام نہ پھیلے۔ مگر خدا تعالیٰ نے چاہا۔ کہ روشن ہو۔ اس لئے روشن ہوا۔ پس اسلام دنیا میں پھیلا۔ اور پھیل

رہا ہے۔ اور اسلام نے دنیا کو منوّر کیا اور کر رہا ہے۔ جو کہ اس شخص کے سچّے اور خدا تعالیٰ کا برگزیدہ ہونے کا ایک عظیم الشان ثبوت ہے ؛

حضرت مرزا صاحب کی کامیابی

امریکہ کا ایک مصنّف لکھتا ہے۔ کہ دنیا میں کام کرنے والے لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو دوسروں کو اپنے پیچھے چلاتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو لوگوں کے ترجمان ہوتے ہیں۔ مثلاً کسی ملک میں تعلیم نہ ہو۔ اس میں ایک ایسا شخص کھڑا ہو جائے۔ جو تعلیم کو پھیلانا اپنا مقصد قرار دے لے۔ گو ابتدا میں اس کی مخالفت ہوگی۔ اور اس کے خلاف بعض لوگ کھڑے ہونگے۔ لیکن آخر کار وہ کامیاب ہو جائیگا۔ کیونکہ لوگوں کو حالات اور واقعات مجبور کر دینگے کہ تعلیم حاصل کریں۔ لیکن ایک ایسا شخص جو ایسی باتیں لیکر کھڑا ہو۔ جن کے ماننے کے لئے حالات مجبور نہ کریں۔ بلکہ ان کے خلاف اُکسائیں۔ اس کی کامیابی بہت مشکل ہوتی ہے۔ حضرت مرزا صاحب ایسے ہی لوگوں میں سے تھے۔ کیونکہ جو کچھ اُنہوں نے آ کر کہا۔ سب کے سب اس کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ اور زمانہ کے حالات بالکل اس کے مخالف تھے۔ لوگ یہ تو مانتے تھے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے کلام کرتا رہا ہے۔ لیکن یہ نہ مانتے تھے۔ کہ اس زمانہ میں بھی کوئی انسان ایسا ہو سکتا ہے۔ جس سے خدا تعالیٰ کلام کرے۔ اور مرزا صاحب یہی منوانا چاہتے تھے۔ کیونکہ آپ دنیا کی اصلاح کے لئے آئے تھے۔ نہ کہ اہل دنیا جس طرف چل رہے تھے۔ اسی طرف چلانے کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ اس لئے آپ کا کامیاب ہونا ایک عظیم الشان بات اور آپ کی صداقت کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ اور اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ اسلام خدا تعالیٰ کا سچّا مذہب ہے ؛

زار روس کے متعلق حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی

پھر اس نے قبل از وقت بتایا۔ کہ دنیا میں ایک خطرناک جنگ ہوگی۔ اور اس میں زار کی حالت

خراب ہو جائیگی۔ چنانچہ فرمایا:۔ "زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار"
اور ایسا ہی ہوا۔ پھر اس پیشگوئی میں اس نے جنگ کا تمام نقشہ کھینچکر رکھدیا۔ یہانتک کہ بعض اشارات میں ان میدانوں کی ہو بہو تصویر کھینچدی۔ جہاں بڑی بڑی خطرناک لڑائیاں ہوئیں اس پیشگوئی کا ایک شعر یہ ہے:۔

رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگِ یاسمن ؛ صبح کردیگی انہیں مثلِ درختانِ چنار

چنانچہ فرانس کی وہ جنگِ عظیم جس میں جرمنی کو پس پا ہونا پڑا۔ اس کی جائے وقوع وہ تھی جہاں کثرت سے چنار کے درخت تھے۔ ادھر تو خون کی ندیاں بہ رہی تھیں۔ اور ادھر چنار کے سرخ پتے جمے ہوئے خون کی مانند تھے۔ جو اس نقشہ کو اور زیادہ بھیانک بنا رہے تھے ؛

غرض اس نے قبل از وقت بتایا۔ کہ ایک عظیم الشان جنگ ہوگی۔ اور اس میں زار کی حالت خطرناک ہوگی۔ چنانچہ اس کی وفات کے بعد ہم نے دیکھا۔ کہ لڑائی ہوئی۔ اور اس میں سب سے خطرناک اور عبرت انگیز زار روس کی حالت ہوئی۔ یورپ کے اور بادشاہ بھی اپنے ملک میں اختیارات رکھتے تھے۔ لیکن زار ان سب سے بڑا با اختیار بادشاہ تھا۔ چنانچہ جن الفاظ میں وہ دستخط کیا کرتا تھا۔ ان کے یہ معنی تھے۔ کہ خدا کا نائب۔ تو حضرت مرزا صاحب کو بتایا گیا۔ کہ ایک بہت بڑی جنگ ہوگی۔ اور اس میں زارِ روس پر بہت بڑی مصیبت آئیگی۔ اور وہ مصیبت کوئی ایسی نہیں ہوگی۔ جس سے وہ فوراً مر جائیگا۔ بلکہ اس کی حالت نہایت دردناک ہوگی۔ اور نہایت دردناک حالت سے گذر کر مریگا۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس طرح ہوا یا نہیں۔ زار روس پوری شان و شوکت کے ساتھ حکمران ہے۔ کہ ایک علاقہ سے بغاوت کی اسے خبر ملی۔ وہ اس طرف روانہ ہوتا ہے، اور فوج کے کمانڈر کو لکھتا ہے۔ کہ باغیوں کو سخت سزا دو۔ میں بھی آتا ہوں۔ لیکن ابھی وہ چند ہی سٹیشن گذرتا ہے۔ کہ اسے تار کے ذریعہ خبر ملتی ہے۔ کہ حالت نازک ہو گئی ہے۔ وہ کمانڈر کو لکھتا ہے۔ کہ فلاں کو انتظام کی باگ دیدو۔ پھر چند سٹیشن اور آگے جاتا

ہے۔ کہ خبر ملتی ہے۔ حالت اور بھی خراب ہوگئی ہے۔ اس پر لکھتا ہے۔ کہ نرمی اختیار کرو۔ پھر سٹیشن پر ہی ہے۔ کہ کچھ لوگ آتے ہیں۔ اور اسے کہتے ہیں۔ کہ تم تمام اختیارات سے دست بردار ہو جاؤ۔ اس کے بعد اسکی جو حالت ہوئی۔ وہ آپ لوگوں نے اخباروں میں پڑھی ہی ہوگی۔ اس سے بڑھکر اس کی اور کیا حالت زار ہو سکتی تھی۔ کہ اسکی لڑکیوں کے ساتھ اسکی آنکھوں کے سامنے شرمناک سلوک کیا گیا۔ پھر اسکو ہلاک کر کے اسکی حالتِ زار کو انتہا تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ یہ واقعات روز روشن کی طرح ثبوت دے رہے ہیں۔ کہ جس شخص نے یہ خبر دی تھی۔ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ اور خدا تعالیٰ سے اس کا بہت بڑا تعلق ہے۔ اور اس سے ثابت ہے۔ کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے۔ جس میں اب بھی ایسا انسان پیدا ہوتا ہے۔ جس کے دل میں خدا تعالیٰ سے محبّت پیدا ہوتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ اس سے اپنی محبّت کا ثبوت دیتا ہے ؁

اسلام کی صداقت میں ایک اور پیشگوئی

پھر لوگ کہتے ہیں۔ کہ وہ اسلام کا دشمن تھا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ اسلام کا کیسا عاشق تھا۔ اسکے اپنے خاندان کے بعض لوگوں نے جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کی۔ تو اس نے ان سے قطع تعلق کر لیا۔ اسی خاندان کے ایک حصہ نے جو اسلام کی ہتک کیا کرتا تھا۔ آپ سے درخواست کی۔ کہ آپ ایک معاملہ میں ہم سے اچھا سلوک کریں۔ مرزا صاحب نے کہا کہ اچھا اگر تمہاری اصلاح ہو جائے۔ تو ہم سلوک کر دیتے ہیں۔ لیکن چونکہ ان کی اصلاح آپ سے تعلق پیدا کرنے سے ہو سکتی تھی۔ اس لئے آپنے کہا کہ تم اپنی لڑکی کا رشتہ مجھ سے کر دو۔ انہوں نے اسکے جواب میں کہا۔ کہ کیا تم پھوپھی کی لڑکی سے جو تمہاری بہن ہے۔ شادی کرنا چاہتے ہو۔ حضرت صاحب نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تو اپنی پھوپھی کی لڑکی سے شادی کی تھی۔ کہنے لگے انہوں نے بھی بہن سے شادی کی تھی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی اس ہتک پر حضرت مرزا صاحب نے انہیں کہا۔ کہ اسپر تمہیں خدا کی گرفت ہوگی۔

نادانوں نے اس پر ہنسی اُڑائی۔ حالانکہ یہ ایک عظیم الشان ثبوت تھا اسلام کی صداقت اور خدا تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ کلام کرنے کا۔ چنانچہ جب اُنہوں نے اسطرح کہا۔ تو انہیں کہا گیا۔ کہ اگر تم نے توبہ نہ کی اور اسی جگہ شادی نہ کی۔ جہاں کے متعلق تم نے ایسے الفاظ کہے ہیں۔ جن سے رسول کریمؐ کی ہتک ہوتی ہے۔ تو کسی اور جگہ شادی کرنے سے تین سال کے عرصہ میں لڑکی کا باپ اور جس سے شادی کیجائیگی۔ وہ اڑھائی سال کے اندر مر جائیگا۔ یعنی اس پیشگوئی میں یہ باتیں بتائی گئی تھیں۔ کہ (۱) لڑکی کی شادی ہونے تک اس کا باپ زندہ رہیگا۔ (۲) اگر اس نے کسی اور جگہ لڑکی کا نکاح کر دیا۔ تو نکاح کرنے سے تین سال کے اندر اندر وہ مر جائیگا۔ (۳) جس سے اسکی شادی کیجائیگی۔ وہ اڑھائی سال تک مر جائیگا۔ (۴) پھر یہ بھی کہا گیا تھا۔ کہ توبہ توبہ کر بلا آرہی ہے۔ یعنی اگر وہ لوگ توبہ کرینگے۔ تو بلا ان سے ٹل جائیگی۔ اسمیں یہ بتایا گیا۔ کہ عورت رجوع کریگی۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کسطرح یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ اسکے شائع ہونے کے بعد لڑکی کا باپ اسوقت تک زندہ رہتا ہے۔ جب تک اس کا نکاح نہیں کرتا۔ پھر جب وہ نکاح کرتا ہے۔ اور نکاح کو ابھی چھ ماہ بھی نہیں گذرتے۔ کہ اس پیشگوئی کے ماتحت مر جاتا ہے۔ پھر جیسا کہ بتایا گیا تھا۔ کہ اگر وہ رجوع کرینگے۔ تو بلا ٹل جائیگی۔ باقی لوگ رجوع کرتے ہیں۔ اور اس عورت کی طرف سے پیغام آتا ہے۔ کہ اس معاملہ میں میرا تو کوئی قصور نہیں مجھے معاف کیا جائے۔ اسطرح گویا وہ اسلام کی ہتک سے توبہ کرتی ہے۔ پھر دوسرے رشتہ دار بھی توبہ کرتے ہیں۔ اور اسطرح پیشگوئی کا دوسرا حصہ جو توبہ کرنے پر بلا کے ٹلنے کی صورت میں ظاہر ہونا تھا۔ پورا ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ عورت اور اس کا خاوند اب تک زندہ ہیں۔ ہمارے مخالفین کہتے ہیں۔ کہ انکا نہ مرنا اس پیشگوئی کے جھوٹا ہونے کا ثبوت ہے۔ لیکن دراصل ان کا زندہ رہنا پیشگوئی کے سچا ہونیکا ثبوت ہے۔ کیونکہ اس پیشگوئی میں بتایا گیا تھا۔ کہ توبی توبی فان البلاء علی عقبک۔ یعنی اگر توبہ کریں۔ تو بلا ٹل جائیگی۔ جس نے رسول کریمؐ کے متعلق ہتک آمیز الفاظ

استعمال کیئے تھے۔ اس کی لڑکی کے خاوند کا مرنا اس کے لئے عذاب تھا۔ اگر وہ توبہ کر لیتی۔ تو یہ عذاب ہٹا دیا جاتا۔ کیونکہ اگر باوجود اس کے توبہ کرنے کے اس عذاب کو ہٹایا نہ جاتا۔ تو پیشگوئی غلط نکلتی۔ لیکن چونکہ اس نے توبہ کی۔ اسلیئے یہ عذاب ہٹا دیا گیا۔ اور اسے معاف کر دیا گیا ؎

پھر اس لڑکی کی جس شخص سے شادی ہوئی تھی۔ اس نے ایک خط لکھا جسمیں حضرت مرزا صاحب کی تعریف کی۔ پھر اس لڑکی کے اور رشتہ داروں نے بھی توبہ کر لی۔ اور اسطرح یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر پیشگوئی پوری ہو سکتی تھی۔ اور کہا جا سکتا تھا۔ کہ یہ پیشگوئی ایک بالارادہ کام کرنے والی ہستی کی طرف سے نہ تھی۔ کیونکہ فرض کرو۔ ایک مکان پر پہاڑ سے پتّھر گرتا ہے۔ اور صاحب مکان کے بھائی بیٹے اور دوسرے رشتہ دار اس کے نیچے دب کر مر جاتے ہیں۔ اسکے متعلّق کوئی یہ نہیں کہ سکتا۔ کہ مالک مکان نے اپنے ارادے سے پتّھر گرایا تھا۔ کیونکہ اگر وہ اپنے ارادہ سے پتّھر گراتا۔ تو اپنے رشتہ داروں کو ضرور خبر کر دیتا۔ اور انہیں بچا لیتا۔ اور اپنے دشمنوں کو ہلاک ہونے دیتا۔ تو بالارادہ وہی فعل کہلا سکتا ہے۔ جو انسان کے اعمال کے مطابق ہو۔ دیکھو پولیس جو ارادہ سے اسی کو پکڑتی ہے۔ جو مجرم ہوتا ہے۔ غیر مجرم کو نہیں پکڑتی۔ یہ ممکن ہے۔ کہ غلطی سے کسی غیر مجرم کو پکڑے۔ لیکن عقل اور سمجھ کے ماتحت یہی ہوتا ہے کہ مجرم کو گرفتار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر مجسٹریٹ کسی بے قصور کو چھوڑ دیتا ہے۔ تو یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ وہ سزا دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ بلکہ یہی کہا جائیگا۔ کہ وہ ارادہ کے ماتحت کام کرتا ہے۔ پس اگر توبہ کرنے پر بھی وہ لوگ ہلاک کیئے جاتے۔ تو کہا جا سکتا تھا کہ پیشگوئی غلط نکلی اور کسی نجومی کی پیشگوئی تھی۔ مگر جب انہوں نے توبہ کر لی۔ اور بچ گئے۔ تو صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اور اس ہستی کی طرف سے تھی۔ جو بالارادہ کام کرتی ہے۔ جیسی کسی کی حالت ہوتی ہے۔ اسی کے مطابق اس سے سلوک کرتی ہے۔ پس یہ پیشگوئی اسلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان

ثبوت ہے۔ کیونکہ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اسلام کا خدا مشین کی طرح نہیں ہے۔ کہ وہ امتیاز نہیں کر سکتا۔ بلکہ ایک بالارادہ ہستی ہے ؁

ہمارے مخالف سمجھتے ہیں۔ کہ یہ پیشگوئی غلط نکلی۔ مگر ان کو دھوکہ لگا ہوا ہے۔ اصل میں یہ پیشگوئی بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی ہے ؁

دیوانہ کُتے کے کاٹے کا بچنا

اب کچھ اور باتوں کو لیتے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے جو باتیں پیش کی ہیں۔ ان سے اسلام کا جلال اور صداقت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو ایسی باتیں بتائیں۔ جو سوائے یارِ غمگسار کے کسی کو نہیں بتاتا ؁

ایک دفعہ ایک لڑکے کو دیوانہ کُتّے نے کاٹا۔ اور اسے کسولی بھیجکر علاج کرایا گیا۔ لیکن جب وہ وہاں سے واپس آیا۔ تو تھوڑے عرصہ کے بعد اسے ہڑک اٹھی اس حالت کے متعلق تمام طبّی کتابوں میں یہی لکھا ہے۔ اور ڈاکٹر بھی اس سے متفق ہیں۔ کہ جس کو سگ گزیدگی ہڑک اُٹھنے لگے۔ اسکا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس لڑکے کی بیماری کی خبر جب کسولی دی گئی۔ تو وہاں سے جواب آیا:۔——

Sorry nothing can be done for Abdul Karim.

افسوس کہ عبدالکریم کے متعلق کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ چونکہ وہ لڑکا دُور دراز سے دین کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آیا ہوا تھا۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب کو خیال ہوا کہ یہ ابتدائی زمانہ ہے۔ چاروں طرف سے مخالفت ہو رہی ہے۔ یہ لڑکا اگر فوت ہو گیا۔ تو اس کے ماں باپ کو جنہوں نے اتنی دُور سے اسے تعلیم دین کے لئے بھیجا ہے۔ بہت صدمہ ہو گا۔ اور مخالفین بھی شور مچائینگے۔ اس لئے اسوقت جبکہ اس کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے لئے دعا کی۔ اور وہ بچ گیا۔ چنانچہ اِسوقت تک وہ لڑکا زندہ ہے۔ آج تک ہزاروں سالوں سے اس قسم کی کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔ کہ کوئی ایسا بیمار اچھا ہو۔ وہ صرف حضرت مرزا صاحب کی دعا کی وجہ سے بچ گیا۔ یہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا بہت بڑا نشان ہے جو حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ ظاہر ہوا ؁

مایوس العلاج مریض کا شفا پانا

اسی طرح اور ہزاروں نشانات ظاہر ہوئے۔ جن میں سے مثال کے طور پر ایک اور پیش کرتا ہوں۔ نواب محمد علیخان صاحب جو موجودہ نواب صاحب مالیر کوٹلہ کے ماموں ہیں۔ اور میں نے سنا ہے۔ کہ آج یہاں آئے ہوئے ہیں۔ ان کے ایک لڑکے کو ٹائی فائڈ بخار ہوگیا۔ جس کا علاج ایک یونانی حکیم مولوی نورالدین صاحب جو مہاراجہ صاحب جموں کے خاص طبیب رہ چکے تھے۔ اور دو ڈاکٹر کر رہے تھے۔ لیکن ایک وقت اسپر ایسا آگیا۔ کہ معالج بالکل گھبرا گئے۔ اور انہوں نے کہدیا کہ اب یہ لڑکا نہیں بچ سکتا۔ اس کی خبر جب حضرت مرزا صاحبؑ کو ہوئی۔ تو انہوں نے فرمایا۔ میں اسکی صحت کے لئے دعا کرونگا۔ اور آپنے دعا کی۔ لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا۔ کہ اب یہ نہیں بچ سکتا۔ اسپر حضرت مرزا صاحب نے کہا۔ میں اس کی صحت کے لئے سفارش کرتا ہوں اسپر انہیں الہام ہوا۔ تو کون ہے۔ جو بلا اجازت سفارش کرتا ہے۔ اسوقت کے متعلق حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میری ایسی حالت ہوگئی۔ کہ میں بیہوش ہوکر گر پڑا۔ اسوقت آواز آئی۔ اچھا تم کو اجازت دیجاتی ہے۔ اب سفارش کرو۔ یہ سن کر حضرت مرزا صاحب نے دعا کی۔ اور انہیں بتایا گیا۔ کہ اب یہ لڑکا بچ جائیگا۔ چنانچہ آدھ گھنٹہ کے بعد ہی اسے ہوش آگئی۔ اور وہ بچ گیا۔ اب ولایت تعلیم حاصل کرنے کے لئے گیا ہے۔

دیکھو دنیا میں گواہوں کے ذریعہ بڑی بڑی اہم باتوں کو سچا تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس واقعہ کے متعلق ایک معزز رئیس کی گواہی آپ لوگ لے سکتے ہیں۔ وہ رئیس اپنے وطن کو اپنی جائداد کو اپنے رشتہ داروں کو چھوڑ کر قادیان آبسے ہیں۔ ان کو کیا ضرورت ہے۔ کہ مرزا صاحب کے لئے جھوٹ بولیں۔ انہوں نے جو اپنے پہلے مذہب کو چھوڑ کر حضرت مرزا صاحب کو قبول کیا۔ آخر کیوں کیا۔ یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ انہیں غلطی لگی ہے۔ مگر ایسی باتوں میں وہ جھوٹ نہیں بول سکتے۔ پس وہ یہاں موجود ہیں۔ ان سے آپ لوگ پوچھ سکتے ہیں۔

ایک سوال کا جواب

اس موقع پر کسی شخص نے لکھکر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو یہ سوال دیا۔ کہ آپ کا مضمون تو یہ تھا۔ کہ اسلام کی صداقت

تازہ نشانات کے ساتھ مگر آپ نے مرزا صاحب کے نشانات کو پیش کرنا شروع کر دیا ہے ۔

اس کے متعلق حضور نے فرمایا میرے مضمون کا پہلا حصہ اسلام کی صداقت کے دلائل کے متعلق تھا۔ جو میں نے بیان کیے اور دوسرا حصہ اسلام کی صداقت کے مشاہدہ کا ہے۔ جسکے لئے حضرت مرزا صاحب کے نشانات کو پیش کر رہا ہوں۔ اور یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو انکی ذات کی وجہ سے نہیں مانتے۔ بلکہ اسلئے مانتے ہیں۔ کہ ان کے وجود سے اسلام کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ اسلئے انکی صداقت کے نشان در اصل رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کے نشان ہیں۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب اپنے آپکو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں ۔

اسلام کی صداقت کے متعلق پادری لیفرائے کو چیلنج

پھر حضرت مرزا صاحب نے دعا کے ذریعہ اسلام کی سچائی کا فیصلہ کرنیکے لئے پادری لیفرائے کو مدّ نظر رکھکر چیلنج دیا۔ اور لکھا آپ عیسائیت کی طرف سے کھڑے ہوں۔ اور میں اسلام کی طرف سے کھڑا ہوتا ہوں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ جو مذہب سچا ہے۔ خدا اسکی تائید میں نشان دکھلائے۔ اور وہ اس طرح کہ طرفین کچھ کچھ مریض لے لیں۔ اور انکی صحت کے لئے دعا کریں۔ جس کے زیادہ مریض صحت یاب ہو جائیں۔ اسکے مذہب کو سچا سمجھا جائے۔ اسپر بڑے بڑے انگریزی اخبار والے مضامین لکھے کہ ہمارے پادری جو اتنی اتنی بڑی تنخواہیں لیتے ہیں۔ وہ کیوں مقابلہ میں نہیں آتے یہی وقت عیسائیت کو سچا ثابت کرنیکا ہے لیکن کوئی مقابلہ پر نہ آیا۔ یہ فیصلہ کا نہایت آسان اور عمدہ طریق تھا۔ مگر کسی نے قبول نہ کیا۔ اور یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ دیگر مذاہب کے لوگ محسوس کرتے تھے۔ کہ ... ... اپنی صداقت کا ثبوت اسلام ہی دے سکتا ہے۔ ہمارے مذہب کچھ نہیں کر سکتے ۔

حضرت مرزا صاحب کے علمی کارنامے

پھر حضرت مرزا صاحب نے علمی طور پر ایسے ایسے مضمون لکھے کہ مخالفین بھی ان کے سب سے زبردست ہونیکا اقرار کرنے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ لاہور میں ایک بہت بڑا جلسہ ہوا جس کا نام مہوتسو رکھا گیا۔ اس میں

یہ شرط رکھی گئی کہ ہر ایک مذہب کے قائم مقام اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں۔ اور کسی دوسرے مذہب پر کوئی حملہ نہ کریں۔ حضرت مرزا صاحب نے اسکے لئے اسلام کی خوبیوں پر مضمون لکھا۔ اور قبل از وقت خبر دیدی۔ اور اشتہار چھاپ دیا۔ کہ مجھے خدا نے خبر دی ہے۔ کہ اس جلسہ میں تیرا مضمون سب سے اعلیٰ رہیگا۔ چنانچہ جب آپکا مضمون اس جلسہ میں پڑھا گیا۔ اور اسکے پڑھنے کا وقت پورا ہوگیا۔ تو سب حاضرین جن میں مختلف مذاہب کے لوگ شامل تھے بول اُٹھے کہ اور وقت دیا جائے۔ اور ایک شخص نے اپنا مضمون پڑھنے کا وقت اسکے لئے دیدیا۔ لیکن جب پھر بھی وہ مضمون ختم نہ ہوا۔ تو لوگوں نے کہا کہ اسی کو پڑھتے جاؤ۔ لیکن پھر بھی وہ ختم نہ ہوا۔ تو لوگوں نے کہا جلسہ میں ایک دن اور بڑھا دیا جائے۔ چنانچہ ایک دن بڑھایا گیا۔ اور اس میں وہ مضمون سُنایا گیا۔ اور لوگوں نے علی الاعلان کہدیا۔ کہ خواہ ہم ان باتوں کو مانیں یا نہ مانیں لیکن اسمیں شک نہیں۔ کہ یہ مضمون باقی سب مضامین سے بالا رہا۔ اور سول اینڈ ملٹری گزٹ نے اس کے متعلق ایک مضمون بھی لکھا ؎

حضرت مرزا صاحب کے متعلق ایک مخالف اخبار کی شہادت

الغرض عملی طور پر حضرت مرزا صاحب نے اسلام کی صداقت میں وہ کام کیا۔ کہ جو اس زمانہ میں اور کوئی نہ کرسکا۔ اور آپکے مخالفین تک نے اسکو تسلیم کرلیا۔ چنانچہ آپ کی وفات پر اس شہر کے اخبار وکیل نے جو ہمارے سلسلہ کا نہیں ہے۔ ایک بڑا زبردست آرٹیکل لکھا۔ جس میں تسلیم کیا۔ کہ مرزا صاحب نے اسلام کی شاندار خدمات کی ہیں۔ اور اُنھوں نے دیگر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی صداقت کو نمایاں کردیا۔ یہ حضرت مرزا صاحب کے مخالف کی آپکے متعلق گواہی ہے۔ اور بھی کئی اخبارات نے آپ کی خدمات کا اعتراف کیا[۱]۔ مگر وکیل کا مضمون سب سے زبردست تھا۔ اس میں لکھا گیا تھا۔ کہ

---

[۱] اخبار وکیل کے اصل الفاظ یہ ہیں:۔ "وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جسکی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جسکی انگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے۔ اور جسکی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کے خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا۔۔۔۔۔ دنیا سے اُٹھ گیا۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی وفات اس قابل نہیں۔ کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے۔ ایسے لوگ جنسے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ نہیں آتے مرزا صاحب کی اس رفعت نے ان کے بعض معتقدات سے شدید

مرزا صاحب کا قلم سحر اور زبان جادو تھی اور انکی دو مٹھیاں بجلی کی بیڑیاں تھیں۔ تو یہ علمی معجزہ تھا۔ جو حضرت مرزا صاحب نے اسلام کی صداقت میں دکھایا ؛

پھر دیکھیئے یا تو ایسے لوگ ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نے اسلام کو پھیلایا نہیں۔ یا دشمن بھی اقرار کر رہے ہیں۔ کہ اسلام کی جو تعلیم مرزا صاحب نے پیش کی ہے۔ وہ بہت اعلیٰ ہے۔ چنانچہ انہی دنوں یورپ سے ایک انگریز کا خط میرے نام آیا ہے جسمیں وہ لکھتا ہے۔ کہ مَیں نے حضرت مرزا صاحب کی ایک کتاب پڑھی ہے جس سے مجھ پر ثابت ہو گیا۔ کہ اسلام کی تعلیم ایسی اعلیٰ ہے۔ کہ مَیں حیران ہوں انسان اسپر عمل ہی کس طرح کر سکتا ہے۔ دیکھیئے وہ یہ نہیں کہتا۔ کہ اسلام کی تعلیم خراب یا ناقص ہے۔ بلکہ یہ کہتا ہے۔ کہ ایسی اعلیٰ ہے۔ کہ عمل کرنا مشکل ہے ؛

پس ان واقعات اور دلائل سے ثابت ہو گیا۔ کہ اسلام ایک سچا مذہب ہے۔ اور اپنی صداقت کے دلائل سے سب پر غلبہ رکھتا ہے۔ اور مشاہدہ سے ثابت ہو گیا۔ کہ اس زمانہ میں اسلام ہی ایک ایسا

بقیہ حاشیہ۔ اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت بہرحال تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص انسے جدا ہو گیا۔ اور اسکے مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اسکی ذات کے ساتھ وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ انکی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جنرل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے۔ کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے۔ مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے۔ ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے نہیں کہ وقت نے عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دیئے۔ جو سلطنت کے سایہ میں ہونیکی وجہ سے حقیقت میں اسکی جان تھا۔ بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔ غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنیوالی نسلوں پر گرانبار احسان رکھیگی۔ کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنیوالوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا۔ اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا۔ جو اسوقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کا شعار قومی کا عنوان نظر آئے۔ قائم رہیگا۔ اسکے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے۔ انکی آریہ سماج کے مقابل کی تحریروں سے اس دعویٰ پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے۔ کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے۔ کہ یہ تحریریں نظر انداز کیجا سکیں۔ ہندوستان آج مذاہب کا عجائب خانہ ہے۔ اور جس کثرت سے چھوٹے بڑے مذہب یہاں موجود ہیں۔ اور باہمی کشمکش سے اپنی موجودگی کا اعلان کرتے رہتے ہیں۔ اسکی نظیر غالباً دنیا میں کسی جگہ نہیں مل سکتی۔ مرزا صاحب کا دعویٰ تھا۔ کہ مَیں ان سب کے لئے حَکَم و عدل ہوں۔ لیکن اسمیں کلام نہیں۔ کہ ان مختلف مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی انمیں بہت مخصوص قابلیت تھی۔ اور یہ نتیجہ تھی انکی فطری استعداد کا۔ ذوق مطالعہ اور کثرت مشغلہ کا۔ آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔ جو اپنی اعلیٰ خواہشیں

[illegible] مطالعہ میں صرف کر دیتے تھے

Digitized by Khilafat Library

مذہب ہے۔ جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتا ہے ؛

حاضرین سے خطاب اس کے بعد میں سب احباب سے خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اسلام کی صداقتوں اور سچائیوں پر محبت سے غور کریں۔ محبت اور پیار سے ایک دوسرے کو تلقین کرنا بُرا نہیں۔ بُرا آپس میں لڑنا اور ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنا ہے آپ لوگ ٹھنڈے دل سے ہمارے مذہب پر غور کریں۔ ہم بھی آپ لوگوں کے مذاہب پر اسی طرح غور کرتے ہیں۔ کیا یہ مذہب جو میں نے پیش کیا ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ کہ اسپر دنیا کے امن و امان کی بنیاد ہو۔ اگر اسلام ایسا ہی ہے۔ اور واقعہ میں ایسا ہی ہے۔ تو میں آپ لوگوں سے اپیل کرونگا۔ کہ آپ اسے قبول کریں۔ تاکہ وہ بُعد دُور ہو جائے۔ جو ہم میں اور آپ لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ پھر میں ان لوگوں سے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ماننے والے ہیں۔ لیکن ہماری جماعت میں داخل نہیں ہیں۔ پوچھتا ہوں۔ کہ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ ہم مستعد ہو کر اسلام کو دنیا میں پھیلا دیں۔ تمہارے سامنے وہ شخص گذر گیا۔ جس نے اپنا سب کچھ اسلام کی اشاعت میں لگا دیا۔ کیا تم نے ابھی تک غور نہیں کیا۔ کہ اسکی کوشش کیا تھی۔ کیا یہ کہ وہ اسلام کو مٹانے کیلئے پیدا ہوا تھا۔ یا یہ کہ دن رات اسلام کیلئے مرتا تھا۔ اسکو ذیابیطس کا مرض تھا۔ اسے جگر کی بیماری تھی۔ اسے ہسٹیریا کا عارضہ تھا۔ مگر باوجود ان بیماریوں کے ہم نے اسے دیکھا۔ کہ ہر وقت اور ہر گھڑی اس کی یہی کوشش تھی۔ کہ اسلام دنیا میں پھیلے۔ اور اسی میں وہ ہر وقت لگا رہتا تھا۔ کیا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے محبت رکھنے والا دل اسلام سے محبت رکھنے والا دل قرآن سے محبت رکھنے والا دل اس کی طرف بڑھنے سے ڈر سکتا ہے۔ اس سے علیحدہ رہ سکتا ہے۔ اس کو چھوڑ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیا اس نے قرآن میں کوئی نقص بتایا۔ کیا اس نے اسلام کی تعلیم کو تبدیل کر دیا۔ یا کیا اس نے اسلام کو چھوڑ دیا۔ اگر نہیں اور اس کا مشن یہی تھا۔ کہ اسلام کو دنیا میں پھیلایا جائے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ جو لوگ اپنا یہی مقصد قرار دیتے ہیں۔ وہ اس کے جھنڈے کے نیچے نہیں آجاتے۔ وہ ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اس تعصب اور ضد کو جانے دیں۔ جو منصف مزاج لوگوں میں نہیں ہوتی۔ اگر انہوں نے ایسا کیا۔ تو

یقیناً یہی معلوم ہو جائیگا۔ کہ خدا نے اسے اسی لئے بھیجا تھا۔ کہ وہ ایک ایسی جماعت قائم کرے۔ جو دنیا میں اسلام کو پھیلائے۔ پس مسلمان اسپر غور کریں۔ اور دیکھیں کہ اس وقت اسلام کی کیا حالت ہے۔ پس اے عزیزو! اے بھائیو!! اے پیارو!!! اسوقت کو پہچانو اور اسوقت کو دیکھو۔ کیا اس حالت کو دیکھکر تمہیں رحم نہیں آتا۔ شوق نہیں پیدا ہوتا۔ کہ تم بھی اسلام کی اشاعت کے لئے قدم بڑھاؤ۔ دیکھو اور یاد رکھو کہ اسوقت اسلام کے لئے خدا کی غیرت جوش میں ہے۔ اسلام کے مخالفین نے کہا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے تلوار کے زور سے اسلام کو پھیلایا ورنہ اسلام میں کوئی خوبی نہیں ہے۔ کہ پھیل سکے۔ خدا تعالیٰ نے کہا یہ غلط ہے۔ اسلام دلائل کے زور سے پھیلا تھا۔ اب جبکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام دلائل کے ذریعہ اسلام کو پھیلا سکتا ہے۔ تو اس کا آقا کیوں اسطرح نہ پھیلا سکتا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے تلوار نہیں اُٹھائی تھی۔ بلکہ پہل دشمن نے کی تھی۔ رسول کریمؐ نے صرف خود حفاظتی کے لئے تلوار ہاتھ میں لی تھی۔ مگر واقعات کے مخفی ہونیکی وجہ سے لوگوں نے کہا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا تھا۔ اس کے جواب میں خدا کی غیرت نے رسول کریمؐ کے غلام کو کھڑا کر دیا۔ تاکہ وہ دلائل کے ذریعہ اسلام کو پھیلائے ؎

پس تم لوگ خدا تعالیٰ کے اس ارادہ سے اپنے ارادوں کو ملا دو۔ تاکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں تم پر نازل ہوں۔ اب مسلمانوں کی ترقی کا ایک ہی راستہ ہے۔ اور وہ یہ کہ تعصّب اور ضد کو جانے دیں۔ اور سچّے مسلمان بنجائیں۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو مدد دینے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا ہے اور اپنی طرف سے رسّی پھینکی ہے۔ اب تمہارا یہ کام ہے۔ کہ اسے پکڑ لو۔ تم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کہلاتے ہو۔ اگر تمہارے گرنے پر خدا مدد نہ کرتا۔ اور تمہاری ترقی کا کوئی سامان نہ کرتا۔ تو لوگ نتیجہ نکال لیتے کہ اسلام خدا کا پیارا مذہب نہیں ہے۔ لیکن چونکہ اسلام خدا کا پیارا مذہب ہے۔ اس لئے ایسی حالت میں جبکہ مسلمان ہر طرح سے کمزور اور ناتواں ہو گئے تھے۔ اس کا فرض تھا۔ کہ مدد کرتا۔ چنانچہ اس نے کی۔ اور حضرت مرزا صاحب کو مسلمانوں کی ترقی کا سامان دیکر بھیجدیا۔ اب تمہارا یہ کام ہے۔ کہ ان کو قبول کر لو۔ اور یہ رسّی جو خدا نے پھینکی

ہے۔ اس کو پکڑ لو۔ یہی ذریعہ ہے تمہارے ترقی کرنے کا۔ اور یہی راستہ ہے تمہارے منزلِ مقصود تک پہنچنے کا ؛

تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ انگلستان کے ایک شخص نے جس کا نام فیتھ ہے خواب دیکھا۔ کہ ایک چٹان ہے جس میں سے ایک شخص نکلا۔ اور اس کے ہاتھ میں رسّی ہے۔ اور اسکو کہتا ہے۔ یہ رسّی پکڑ لے۔ اس کے بعد وہ ہمارے مبلّغین سے ملا۔ جنہوں نے اسے حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر دکھائی۔ جس کو دیکھکر اس نے اپنی خواب بتائی اور کہا یہی شخص تھا۔ جس کے ہاتھ میں رسّی تھی۔ اور جس نے مجھے کہا تھا کہ اسے پکڑ لو ؛

پس اے بھائیو۔ اے عزیزو تم بھی اس خدمت میں شامل ہو جاؤ۔ جو حضرت مرزا صاحب کا مشن کر رہا ہے۔ تاکہ زندہ مذہب پر قائم ہو جاؤ۔ اگر تم ان دلائل کو لیکر نکلو گے۔ جو حضرت مرزا صاحب نے اسلام کی صداقت میں پیش کی ہیں۔ تو کوئی مذہب تمہارے سامنے نہیں ٹھیر سکیگا۔ پس تم خدا تعالیٰ کے اس فضل کی قدر کرو۔ اور اس کو قبول کر کے اس کی بتائی ہوئی دلائل کو لیکر دنیا میں نکل کھڑے ہو۔ تاکہ دنیا کے چاروں کونوں تک لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی آواز گونج اُٹھے ؛

اب مَیں اس دعا پر اپنے لیکچر کو ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم احمدی سلسلہ کے لوگوں کو اور ان کو جو اس سلسلہ سے باہر ہیں۔ اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کو حتّٰی کہ ان کو بھی جو خدا کو نہیں مانتے سچے مذہب کو قبول کرنے اور سیدھا رستہ اختیار کرنے کی توفیق دے۔ اور سیدھے رستہ پر چلائے۔ اور ہم پر وہی فضل نازل کرے۔ جو پہلے انبیاءؑ کے وقت ہوتے رہے ہیں۔ آمین ثم آمین ؛

(مرتّبہ منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل)

فہرست کتب بک ڈپو دفتر ریویو آف ریلیجنز ۔ قادیان دار الامان

نام کتب	قیمت
(۱) اوامر و نواہی	۹/
(۲) اظہار حق	۵/
(۳) التبیان	۲/
(۴) اجرومیہ	۰/
(۵) اعجاز احمدی	۳/
(۶) اسلام	۱۰/
(۷) براہین احمدیہ مکمل	عما/
" " حصہ اول	۵/
" " دوم	۴/
" " سوم	۱۰/
(۸) برہان الحق	۱/
(۹) باغ بہار	۱/
(۱۰) پنج ارکان اسلام	۱/
(۱۱) پارہ پنجم مترجم بخاری	۰/
(۱۲) پارہ عم مترجم	۳/
(۱۳) پارہ سوم	۱/
(۱۴) تفسیر سورہ فاتحہ	۱/
(۱۵) تفسیر سورہ بقرہ	۳/
(۱۶) تفسیر پارہ اول شیخ یعقوب علی صاحب	عہ/ ۴/
(۱۷) " " دوم "	ھہ ۴/
(۱۸) " " ۲۳/۲۴ "	عہ/
(۱۹) " " ۲۵ "	عہ/
(۲۰) " " ۲۶ "	عہ/
(۲۱) ٹیچنگ آف اسلام مجلد	عہ ۴/
(۲۲) " بلا جلد	۴/
(۲۳) جنگ مقدس	۶/
(۲۴) جام شہادت	۰/
(۲۵) حقیقت نماز	۷/
(۲۶) حیرت کی حیرانی حصہ اول	۵/
(۲۷) " " دوم	۴/
(۲۸) خطبہ الہامیہ	عہ/

نام کتب	قیمت
خزینۃ المعارف حصہ اول دوم	۴/
" سوم چہارم	۸/
خلافت راشدہ حصہ دوم	۴/
دینیات کا پہلا رسالہ	۱/
دعوت دہلی	۱۰/
دعوت الحق	ـ/
سناتن دھرم	۰/
سلاس الفضائل	۱۰/
سلاس التعلیم	۲/
شرح ترمذی اول	عہ/
" دوم	عہ/
صیان القرآن	۳/
صبر جمیل	۰/
فضل حق	۱/
قاعدہ سنسکرت	۰/
قصہ قارون	ـ/
قصائد احمدیہ	۶/
لغات القرآن مکمل	عہ/
مبادی الصرف	۱۰/
مسک العارف	۱۰/
مکتوبات محمدیہ	۴/
مجموعہ آمین	ـ/
مباحثہ رام پور	۲/
مکتوبات احمدیہ	۴/
نسیم دعوت	۳/
نور القرآن حصہ اول	۱/
ہدیۃ ثاقب	۲/

نقد دس روپیہ یکمشت خریدار کو مبلغ ۱۰ فیصدی اور
" ۵۰ " " ۲۰ " اور
" یکصد روپیہ " " ۲۵ " بطور
کمشن دیا جائیگا ۔

المشتہر ۔ خاکسار نور محمد ہیڈ کلرک دفتر ریویو قادیان ضلع گورداسپور

طاقت بڑھانیوالا پھل

کولا ناٹ افریقہ کا ایک نہایت قوت دینے والا پھل ہے زیادہ فکر یا محنت کی وجہ غم و بیماری تبدیل آب ہوا کے سبب سے بدن کمزور ہوگیا ہو تو اسکو استعمال کیجیئے نئی طاقت پیدا ہوتی ہے یہ دم کو بڑھاتا ہے اسلیئے گھوڑے کی سواری پہاڑ کی چڑھائی کشتی ناچ گانا پڑھنا پڑھانا وغیرہ کاموں میں پہلے اسکو استعمال کرنے سے دم نہیں پھولتا ہے ہولدل اور دھڑکن کو روکتا ہے رات کو جاگنا ہو اسکو پی لیجیے تکان نہیں ہوگا یہ شراب اور افیون کی عادت کو بھی چھوڑاتا ہے مفصل حالات کی فہرست بلاقیمت منگا کر دیکھئے قیمت ۳۲ خوراک شیشی ایک روپیہ عہ محصولڈاک ۵ر

زخم کا مرہم

یہ زخم کا مرہم سب طرح کے زخموں میں فائدہ کرتا ہے۔ زخم کے کیڑے اس سے مرجاتے ہیں بدبو جاتی رہتی ہے اور زخم صاف ہوکر جلد انگور کی طرح بھر آتا ہے اور نیا چمڑہ پیدا ہوکر زخم کو آرام ہو جاتا ہے۔ معمولی زخم سے لیکر بڑے گلے زخم تک یہ مساوی اثر دکھلاتا ہے۔ قیمت ایک اونس کی ڈبیہ ۵ر

زخم دھونے کی ٹکیہ مرہم لگانے کے ساتھ ہی زخم دھونا بھی چاہیئے جس دوا سے زخم دھونیکا پانی بنتا ہے وہ چھوٹی چھوٹی ٹکیہ کی صورت بنی ہوئی ہے ایک ٹکیہ سے ایک بوتل زخم دھونیکا پانی بنتا ہے۔ مرہم کے ساتھ ٹکیہ مل سکتی ہے قیمت فی ٹکیہ ا ر محصولڈاک مع دوا ۵ر

کونین کی ٹکیاں

یہ خوبصورت چھوٹی چھوٹی کونین ٹکیاں کل میں بنتی ہیں اور سنہلی ٹین کی ڈبیاں میں ۱۶ ٹکیاں رہتی ہیں کونین کا استعمال کرنا ہو۔ تو یہ کونین کی ٹکیہ پاس رکھیئے۔ اس میں نہ وزن کی ضرورت ہے نہ کھانے میں تکلیف۔ قیمت ۱۶ ٹکیوں کی ڈبیہ ۸ر محصولڈاک ایک ڈبیہ سے چھ ڈبیہ تک ۵ر

داد کا مرہم

ہر وقت کے کھجلانے سے آرام کرنا بہتر ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ۴ر محصولڈاک ۵ر ایک سے چھ تک ۶ر

Digitized by Khilafat Library

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

([illegible] صاحب [illegible] چھپکر [illegible] انجمن احمدیہ کیلئے شائع ہوا)